﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء | ۷/شعبان ۱۴۲۴ ہجری قمری ۳/اخاء ۱۳۸۲ ہجری شمسی | شمارہ ۴۰

نیکی میں امداد

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

نیکی کے کاموں پر اپنی اولاد کی مدد کرو۔

(المجم الاوسط طبرانی جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۳۷)

بیعت سے مراد خداتعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔

بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے

(قرآن مجید، احادیث نبوی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے شرائط بیعت کی تفصیلات کا بیان)

(امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے موقع پر اختتامی خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(دوسری قسط)

بدنظری سے بچو

پھر دوسری شرط ہے بدنظری سے بچنے کی۔ اب یہ کیا ہے یہ غضِ بصر ہے۔ ایک حدیث ہے کہ ابوریحانہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک رات انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی۔ اور آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے۔

ابوشریح کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک راوی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے کی بجائے جھک جاتی ہے۔ اور اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں پھوڑ دی گئی ہو۔ (سنن دارمی ،کتاب الجہاد ، باب فی الذی یسھر فی سبیل اللہ حارساً)

پھر ایک حدیث ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے بارہ میں چھ باتوں میں مجھے ضمانت دے دو۔ رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ مَیں تمہیں جنت میں جانے کی بشارت دیتا ہوں۔ فرمایا: جب تم گفتگو کرو تو سچ بولو۔ جب تم وعدہ کرو تو وفا کرو۔ جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو عندالطلب دے دیا کرو۔ ٹال مٹول نہیں ہونی چاہئے۔ اپنے فروج کی حفاظت کرو، غض بصر سے کام لو۔ اور اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: رستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں رستوں میں مجلس لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر رستے کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی پھر اس کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غض بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی رہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۲۔ مطبوعہ بیروت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:” قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر حسب حال تعلیم دیتا ہے کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے۔ ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ۔ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ﴾ (النور:۳۱) کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد صرف شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور ان میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

حقوق العباد کی ادائیگی کی بابت نویں شرط بیعت کے حوالہ سے پرمعارف مضمون

نوع انسان سے ہمدردی بہت بڑی عبادت اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

قرابت داروں، ہمسایوں ، یتیموں ، مسکینوں ، اسیروں اور غریبوں کی بلا امتیاز مذہب خدمت کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲/ستمبر ۲۰۰۳ء)

(لندن ۱۲/ستمبر) : سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے شرائط بیعت کی تشریح میں خطبات کے تسلسل میں نویں شرط بیعت کے مضمون کی پرمعارف تشریح آیات قرآنی، احادیث نبویہؐ اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں بیان فرمائی۔

باقی خلاصہ صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو ان سے رکنا ہی پڑتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۵ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔ ”اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے غض بصر کا۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، حلال و حرام کا امتیاز، خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی عادات رسم ورواج کو ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۱۴ جدید ایڈیشن)۔ تو اس سے مردوں کو وضاحت ہوگئی ہوگی کہ ان کی بھی نظریں ہمیشہ نیچی رہنی چاہئیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”خدائے تعالیٰ نے خُلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کیلئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کیلئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا۔ اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ“۔

آپؑ نے فرمایا: ”اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام ہی سے خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا یہی ہے کہ اس کے جذبات شہوت محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے۔ یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھ لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر ڈال لیں۔ اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کرلیں لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔ نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے۔ اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے“۔ (اگر روک ٹوک نہ ہو تو ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے)۔ ”اگر ہم ایک بھوکے کتّے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر ہم امید رکھیں کہ اس کتّے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آئے۔ جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳۔۳۴۴)

فسق و فجور سے اجتناب کرو

پھر اسی شرط دوم میں ہے فسق و فجور سے اجتناب کے بارہ میں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ (الحجرات: ۸)۔ اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے۔ اگر وہ تمہاری اکثر باتیں مان لے تو تم ضرور تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا ہے اور تمہارے لئے کفر اور بداعمالی اور نافرمانی سے سخت کراہت پیدا کردی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

ایک حدیث ہے کہ اسودا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو فحش کلامی نہ کرے، فسق کی باتیں نہ کرے اور جہالت کی باتیں نہ کریں اور جو اس کے ساتھ جاہلانہ سلوک کرے تو اسے کہے کہ معاف کرنا مَیں ایک روزہ دار شخص ہوں۔ (؟)

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔

عبدالرحمٰن بن شبل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجر لوگ فاجر ہوتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے تجارت حلال نہیں کی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ مگر وہ جب سودا بازی کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھا اٹھا کر قیمت بڑھاتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا کہ فاسق دوزخی ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! فُسّاق کون ہیں؟ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا عورتیں بھی فُسّاق ہوتی ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ لیکن جب ان کو کچھ دیا جاتا ہے تو وہ

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

اُدْخُلُوْا سُجَّدًا

(جمعۃ المبارک ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو مسجد بیت الفتوح (لندن۔ برطانیہ) کے افتتاح کے مبارک موقع پر)

کیسے شکر و ثنا تیری ہو ذُوالْمِنَنْ　　مالکُ المُلک ہے تو خدائے زَمَن
سب ہے بخشش تری، سب ہے تیری عطا　　تیرے فرمان پر بَابِ فَتْح کھلا
ہم چلے رکھ کے پلکوں پہ تیرے سُخن　　تیرے صدقے، کہا تو نے خُدّامِ مَن
اُدْخُلُوْا سُجَّدًا　　اُدْخُلُوْا سُجَّدًا
اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا　　اُدْخُلُوْا سُجَّدًا

تیشۂ جبر سے اور نہ تلوار سے
دل تو جیتے تھے اسلام نے پیار سے
ظالموں نے بدل ڈالا تاریخ کو
کام ایسا لیا حرفِ عیّار سے
کر چکے اپنے دن پورے کِذْبُ و فِتَن
تیرے صدقے، کہا تُو نے خُدّام مَن
اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا سُجَّدًا

ارضِ مغرب پہ آئی مبارک گھڑی
وقت کی رہگزر میں ہے صُبح نئی
قلبِ یورپ سے چھٹنے لگی تیرگی
جگمگانے کو ہے مہرِ موعود بھی*
ہونے والے ہیں روشن یہ دشت و دَمَن
تیرے صدقے کہا تو نے خُدّامِ مَن
اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا سُجَّدًا

بابِ فَتح کو، فتحِ مُبیں میں بدل
اے خدائے محمدؐ، اے عزّ و جَلْ
ہم سبھی ہیں غلامِ شہِ انبیاءؐ
تو ہے مولیٰ ہمارا، ہمیں دے وہ پھل
جن سے دائم رہے آبروئے چمن
تیرے صدقے، کہا تو نے خُدّامِ مَن
اُدْخُلُو، اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا سُجَّدًا

خوابِ طاہرؒ ہو، تعبیر مسرور کی
اس میں پوشیدہ تیری ہی تقدیر تھی
تھا کسے یہ گماں، تھی کسے یہ خبر؟
کیسے جاکر ملے گی کڑی سے کڑی
ہم تو بس جانتے ہیں اطاعت کا فن
تیرے صدقے، کہا تو نے خُدّامِ مَن
اُدْخُلُو، اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا سُجَّدًا

ہم تو ایماں کی مشعل اٹھائے ہوئے
آئے در پر ترے، سر جھکائے ہوئے
بارگہ میں تری، عجز و صِدق و صَفا
لائے طشتِ دعا میں، سجائے ہوئے
پوری کر دے مُرادیں ہماری سَجن
تیرے فرمان پر بابِ فتح کُھلا
ہم چلے رکھ کے پلکوں پہ تیرے سخن
تیرے صدقے، کہا تو نے خُدّامِ مَن
اُدْخُلُوْا سُجَّدًا، اُدْخُلُوْا سُجَّدًا
اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا، اُدْخُلُوْا سُجَّدًا

(جمیل الرحمن۔ ہالینڈ)

* مغرب سے اسلام کا سورج طلوع ہونے کی پیشگوئی مراد ہے۔

انگریزوں کو تبلیغ

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا

حیرت انگیز اور بے مثل طریق تبلیغ

(لئیق احمد طاہر۔مبلغ سلسلہ انگلستان)

سورۃ الصّف میں خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے دور میں اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔

فرمایا: هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورۃ جمعہ:۳)

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمانے شروع کردئے جن کی مدد سے اسلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچنے لگا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں''۔(رسالہ الوصیت طبع اول صفحہ۶۔۷ ۲۴/دسمبر ۱۹۰۵ روحانی خزائن جلد نمبر۲۰ مطبوعہ لنڈن۔ ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ صفحہ۳۰۶۔۳۰۷)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا''۔(الاشتہار مستیقناً بوحی اللہ القہار۔ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ۸)

یورپ وامریکہ میں اشاعت اسلام سے متعلق تجاویز ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے مقاصد میں شامل ہوچکی تھیں۔ازاں بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ۱۸۹۴ء میں تحریک خاص فرمائی کہ برطانیہ میں حضرت مولوی حسن علی صاحب لیکچرار اور ایک عالم دین کو تبلیغ حق کے لئے بھجوایا جائے۔(نورالحق حصہ دوئم طبع اول صفحہ۴۹ تا ۵۴ بحوالہ روحانی خزائن نمبر۸ صفحہ۲۴۵ تا ۲۵۰ مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء)

Sir Thomas Arnold نے ایک مشہور زمانہ تصنیف The Preaching of Islam کے صفحہ ۲۸۳ طبع دوم لنڈن ۱۹۱۳ء میں حضرت مولوی صاحب کی پرجوش تبلیغی مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ آپ اپریل ۱۸۹۶ء میں انتقال فرما گئے اس وجہ سے حضرت اقدسؑ کی زندگی میں برطانیہ میں مشن قائم نہ ہوسکا۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۳/اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ارشاد فرمایا:

''ہم ہمیشہ دعا کرتے ہیں اور ہماری ہمیشہ سے یہ آرزو ہے کہ یورپین لوگوں میں سے کوئی ایسا نکلے جو اس سلسلہ کے لئے زندگی کا حصہ وقف کرے۔

(ملفوظات جلد سوئم صفحہ۴۵ طبع دوم مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء)

الحمدللہ۔حضورؑ کی اس دعا اور آرزو کی پہلی بار تکمیل کا سہرا بھی جماعت احمدیہ برطانیہ کے سر ہے جو مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی صورت میں ظاہر ہوا جب آپ نے ۱۹۴۵ء میں اپنی زندگی خدمت اسلام کیلئے وقف کی اور یہ عہد وقف اپنی وفات تک خوب نبھایا اور شائد یہ اسی دعا اور خواہش کا اثر تھا کہ برصغیر پاک وہند کے باہر جماعت احمدیہ کا پہلا مشن سرزمین انگلستان میں قائم ہوا۔بیرونی ممالک میں بنیاد رکھے جانے والی پہلی مسجد، مسجد فضل لنڈن ہے جس کی بنیاد ۱۹/جنوری ۱۹۲۴ء کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے رکھی۔سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں خدا تعالیٰ نے تبلیغ اسلام کیلئے جو جوش اور عزم پیدا فرمایا تھا اس کا اظہار آپ کے منثور اور منظوم کلام میں جگہ جگہ ہوتا ہے۔

ایک نظم میں فرماتے ہیں ؎

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۱ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۱ مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء)

نیز حضورؑ نے ایک نہایت اہم رؤیا جو آئندہ زمانہ سے متعلق عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل تھا۔اس بارہ میں تحریر فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ میں لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں ۔بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا''۔

''سو میں نے اسکی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں، مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہوجائیں گے۔''

(ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۱۵۔۵۱۶ اشاعت ۱۸۹۱ء مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر۔روحانی خزائن جلد نمبر۳ مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۷۷)

یہ عجیب تصرف الٰہی ہے کہ کاسر صلیب سیدنا حضرت مسیح موعود ۱۸۶۳ء۔۱۸۶۴ء میں اپنے والد بزرگوار کے حکم کی اطاعت میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی عدالت میں ریڈر (reader) کے طور پر ملازمت کیلئے چندسال کے لئے مقیم ہوئے۔وہاں آپ کا معمول یہ تھا کہ عیسائی پادریوں سے تبادلہ خیال کرتے اور ایسے اچھوتے انداز میں اسلام کی فضیلت ثابت فرماتے کہ بعض نامی پادری آپ کے گرویدہ ہوگئے۔مثلاً سکاچ مشن کے پادری ریورنڈ بٹلر صاحب ایم اے (The Rev. Mr Butler, M. A) جب انگلستان واپس جانے لگے تو بطور خاص حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف ملاقات حاصل کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

(مسلم کتاب الفتن۔باب الایات التی تکون قبل الساعۃ)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس پیشگوئی کے ضمن میں فرمایا:

''ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت اور کفر وضلالت میں ہیں۔آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا''۔(ازالہ اوہام صفحہ۳۷۶ روحانی خزائن جلد نمبر ۳ مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء)

سورج کا مغرب سے نکلنا

حضرت مفتی محمد صادقؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں سب سے پہلے قادیان آیا۔سردی کا موسم تھا اس وقت میں اور سید فضل حسین شاہؓ مہمان تھے۔حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے۔فضل شاہ نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ مہدی کے زمانہ کی علامت ہوگی کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب کو چڑھے گا۔اس کے کیا معنی ہیں؟ تو حضورؑ نے فرمایا کہ سیّارے اپنے محور کو نہیں چھوڑتے۔وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس سورج سے مراد اسلام کا سورج ہے جو مغرب سے طلوع کرے گا یعنی یورپ کے لوگ جو ہیں وہ اسلام کو قبول کریں گے۔''

یورپ کے مسلمان ہونے کی خواہش

اسی طرح حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مولوی محمد احسن صاحبؓ نے اپنے ایک رشتے دار کو قادیان حضور کے پاس ایک خوش خبری سنانے کے لئے بھیجا کہ فلاں مناظرہ میں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔میں ان دنوں میں قادیان میں تھا اور ان کا نام قاضی آلِ محمد تھا۔انہوں نے آکر آواز دی تو اس وقت میں حُجرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔حضورؑ نے پوچھا یہ کون ہیں، ان سے دریافت کرو اور یہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے جاکر دریافت کیا اور ان سے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں تو حضرت سے خود بات کروں گا تم کو نہیں بتانا چاہتا۔میں نے جاکر حضرت کو ان کا جواب سنایا۔حضرت صاحب نے دوبارہ سہ بارہ ان کی طرف بھیجا کہ ان سے جاکر کہو کہ جو بات بتانی ہے مجھے (مفتی صاحب کو) بتادیں۔میں باہر نہیں آسکتا۔میرا حرج ہوتا ہے آخر انہوں نے بتایا کہ یہ بات ہے۔میں نے جاکر حضرت صاحب کو بتادیا اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں سمجھا کہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔حضور کو ہر وقت یہی خواہش رہتی تھی کہ لوگ مسلمان ہوجاویں اور یورپ بھی مسلمان ہوجاوے۔(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ جلد اول صفحہ۱۵۳)

انگریز قوم کے نورِ اسلام سے منور ہونے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۹۰۱ء میں ایک بشارت دی۔آپ اِس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''الہام کی صورت پیدا ہوئی۔مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا۔انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کریں گے''۔

(الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء)

عین ممکن ہے حضورؑ نے انگریزوں وغیرہ کے جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں اس میں انگریزوں کے علاوہ برطانیہ کی باقی ماندہ تینوں اقوام ویلش، آئرش اور سکاٹش کی طرف بھی اشارہ ہو۔

انگلستان کے معزّزین کو تبلیغ

ماموریت کے ابتدائی ایام سے بھی پہلے آپ نے اشتہارات کے ذریعہ انگریز قوم کو مخاطب کرکے دعوت اسلام دینا شروع کردی تھی۔چنانچہ ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار ۲۰ ہزار کی تعداد میں شائع فرمایا جس میں تمام مذاہب کے پیروکاروں کو دعوت دی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ''مصنّف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدّد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں''۔اس لئے قران کریم اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف رجوع کریں اور تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہوں۔

نیز فرمایا:

''بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتابِ صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جس کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاونت سے ممنون کرکے اس بات کیلئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کیلئے دلی جوش سے بہبودی وسلامتی چاہیں تا ان کے گورے وسپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر پنجم صفحہ ۱۵۲۔۱۵۳۔ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ اشاعت جون ۱۹۴۴ء سکندر آباد)

ماموریت کے ابتدائی ایام میں ہی حضرت مسیح موعودؑ نے بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوتِ اسلام پر مشتمل بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک مختلف اقوام کے پیشواؤں، امیروں اور والیانِ ممالک کے نام ارسال فرمائے ان میں برطانیہ کے شہزادہ ولی عہد (دی پرنس آف ویلز)۔ وزیراعظم مسٹر گلیڈ سٹون اور شہزادہ بسمارک کو بھی خطوط لکھے۔

(ازالہ اوہام صفحہ۱۵۶ حاشیہ روحانی خزائن جلد نمبر۳ مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء)

ایک عیسائی پادری میاں فتح مسیح نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے بالمقابل الہامی پیشگوئیاں پیش کرنے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ ایک جلسہ میں ۲۱ مئی ۱۸۸۸ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے مکان پر بٹالہ میں جو نبی بخش ذیلدار کا طویلہ ہے آئیں گے اور اپنی الہامی پیشگوئیاں حاضرینِ مجلس کو سنائیں گے۔ حضورؑ نے فرمایا اگر میاں فتح مسیح کی پیشگوئیاں وقت پہ پوری ہو گئیں تو واقعی یہ امر عیسائیت کی صداقت پر ایک حجت ہوگا۔ لیکن اگر ان کے بالمقابل صرف ہماری پیشگوئیاں سچی نکلیں اور مَدِّ مقابل کو شکست ہوئی یا میاں فتح مسیح میدان سے ہی بھاگ گئے تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

(اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر- ازبٹالہ طویلہ نبی بخش ذیلدار ۱۸ مئی ۱۸۸۸ء)

۱۸ مئی ۱۸۸۸ء بروز سوموار سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے مذکورہ بالا مکان پر ایک بڑا جلسہ ہوا جس میں مسلمان ہندو اور بہت سے رؤسائے شہر حاضر ہوئے لیکن الہامی پیشگوئیاں بیان کرنی تو کجا میاں فتح مسیح نے اقرار کیا کہ اصل بات یہ ہے کہ انہیں دعوئ الہام نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل ملہم ہونے کا یونہی دعویٰ کر دیا تھا۔ اس پر معززین نے ان کی سخت ملامت کی اور اس طرح یہ جلسہ برخواست ہوا۔ کوئی عام انسان ہوتا تو اپنی اس فتح کو بہت کافی سمجھ کر خوشی سے گھر بیٹھ رہتا لیکن سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کاسرصلیب نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے عیسائیت پر ایک اور کاری ضرب لگائی۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فوری طور پر ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں یوروپین پادریوں بالخصوص جناب پادری وائٹ بریخٹ کو مخاطب کرتے ہوئے ۲۴ مئی ۱۸۸۸ء کو اشتہار شائع کر کے فرمایا کہ ہم آخر رمضان تک بٹالہ ٹھہریں گے۔ کوئی دیانت دار یورپین پادری جسے دعوی الہام ہے وہ ہمارے مقابل پر آئے بالخصوص پادری وائٹ بریخٹ جو اس علاقہ کے ایک معزز یوروپین پادری ہیں وہ ہمارے مخاطب ہیں۔ وہ آئیں اور اپنی الہامی پیشگوئیاں پیش کریں۔ اس جلسہ میں اگر ہماری طرف سے ایسی قطعی ویقینی پیشگوئی پیش نہ ہوئی جو عام ہندوؤں، مسلمانوں اور عیسائیوں کی نظر میں انسانی طاقتوں سے بالاتر نہ سمجھی جائے تو ہم پادری صاحب کو ۲۰۰ روپے ہرجانہ پیش کریں گے۔ لیکن اگر پادری صاحب نے خود اقرار کر لیا کہ صرف ہماری پیشگوئی انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے تو پھر ان پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے مذہبی اخبار نور افشاں میں یہ پیشگوئی درج کر کے اس کے ساتھ اپنا یہ اقرار شائع کرائیں کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ اگر یہ پوری ہوگئی تو میں اسلام قبول کرلوں گا لیکن اگر پادری وائٹ بریخٹ صاحب بھاگ گئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ''پادری صاحبوں کو حق کی اطاعت منظور نہیں بلکہ صرف تنخواہ پانے کا حق ادا کر رہے ہیں''

چنانچہ یہی بات ہوئی کہ پادری وائٹ بریخٹ صاحب کو حضور کے مدّ مقابل آنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ خاموشی سے شملہ پہاڑ پر چلے گئے۔ پادری وائٹ بریخٹ بٹالہ مشن کے انچارج تھے اور اردو فارسی عربی یونانی لاطینی جرمن اور فرانسیسی زبان کے ماہر تھے۔ (آرچ ڈیکن احسان اللہ صفحہ ۴۹ از پادری برکت اللہ ایم اے ناشر پنجاب ریلیجئس سوسائٹی انار کلی لاہور طبع اول ۱۹۵۹ء)

انہوں نے حضور کا چیلنج قبول کرنے کی بجائے پھر اپنے دیسی پادری میاں فتح مسیح کو آگے کر دیا جنہوں نے اپنی خفّت مٹانے کیلئے کہا کہ ہمارا مسیح ناصری تو علم غیب رکھتا تھا۔ آپ کے لئے ہم بند لفافہ میں چار سوال لکھ کر جلسہ عام میں کسی شخص کو دیں گے۔ لفافہ کھولے بغیر آپ اپنے الہام کے زور سے یہ سوال بتا دیں۔

(ہفت روزہ اخبار نور افشاں صفحہ نمبر ۷/ ۷ جون ۱۸۸۸ء)

سید نا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا اگر یہی درخواست پادری وائٹ بریخٹ کریں تو ہمیں منظور ہے۔ ہمارے ساتھ وہ خدائے قادر و علیم ہے جس سے عیسائی لوگ ناواقف ہیں۔ وہ پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے جو اس کے خالص بندے ہیں لیکن لہو ولعب کے طور پر اپنا نام لینا پسند نہیں کرتا۔ اگر پادری وائٹ بریخٹ بٹالہ میں ایک جلسۂ عام میں حلفاً اقرار کریں کہ کسی بند لفافہ میں جو مضمون انہوں نے لکھا ہوا گر میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کر کے دس ہفتہ کے اندر اندر بتا دوں تو وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہزار روپیہ جو پہلے سے کسی ثالث منظور کردہ کے پاس جمع کروایا ہوا ہو انجمن حمایت اسلام لاہور کو بذریعہ ثالث ادا کر دیا جائے۔ اس تحریری اقرار کے نور افشاں میں چھپنے کے بعد مقررہ مدت میں ہم اللہ تعالیٰ سے علم پا کر بند لفافہ کا مضمون بتا دیں گے۔

(اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر ۹ جون ۱۸۸۸ء)

لیکن اس یوروپین پادری کو خدا کے اس مسیح کے سامنے دم مارنے کی جرات نہ ہوئی اور یوں اسلام کا بول بالا ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر سردار ویٹ جان انگریز کی بیعت

جنوری ۱۸۹۲ء میں احاطہ مدراس کے ایک تعلیم یافتہ انگریز نے قادیان میں آپؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ حضورؑ نے ان کے بارہ میں حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کو لکھا:

''میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ سردار ویٹ جان صاحب خلف الرشید مسٹر جان ویٹ ایک جوان تربیت یافتہ قوم انگریز، دانشمند، مدبر آدمی، انگریزی میں صاحب علم آدمی ہیں...... آج بڑی خوشی، ارادت اور صدقِ دل سے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو گئے۔ وہ ایک باہمت آدمی اور پرہیز گار طبع اور محبّ اسلام ہیں۔ انگریزی میں حدیث اور قرآن شریف کو دیکھا ہوا ہے چونکہ رخصت کم تھی اس لئے آج واپس چلے گئے...... تمام اعتقادس کر آمنّا آمنّا کہا کوئی روک پیدا نہیں ہوئی اور کہا کہ جو لوگ مسلمان اور مولوی کہلا کر آپ کے مخالف ہیں وہ آپ کے مخالف نہیں بلکہ اسلام کے مخالف ہیں۔ اسلام کی سچائی کی خوشبو اس راہ میں آتی ہے۔ الغرض وہ محققانہ طبیعت رکھتے ہیں اور علومِ جدیدہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر خوشی یہ ہے کہ پابند نماز خوب ہے۔ بڑے التزام سے نماز پڑھتا ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۱۳ ؍جنوری ۱۸۹۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مکتوب نمبر ۸۵ صفحہ ۱۱۷)

ملکۂ برطانیہ کو دعوتِ اسلام

۱۸۹۲ء میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو انہی الفاظ میں دعوت اسلام دی جن الفاظ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم کو مخاطب فرمایا تھا۔ حضور نے اپنے خط میں ملکہ کو لکھا:

''یَا مَلِیْکَةَ الْاَرْضِ اَسْلِمِیْ تَسْلِمِیْنَ''

یعنی اے ملکہ! مسلمان ہو جا۔ اس کے نتیجہ میں تو اور تیری مملکت محفوظ رہیں گے۔ خط کے آخر میں حضورؑ نے ملکہ کو مسلمانوں سے خاص حسن سلوک کی نصیحت فرمائی۔ ملکہ نے جواباً حضور کی خدمت اقدس میں شکریہ کا خط لکھا اور خواہش ظاہر کی کہ حضور اپنی تمام تصانیف ملکہ کو ارسال فرمائیں۔ (حیاتِ طیبہ مؤلفہ مولانا شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگر مل صفحہ ۱۱۷) (حیاتِ احمد جلد چہارم مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ ۲۶۴)

۱۸۹۴ء میں جب مخالفین نے جن میں علماء بالخصوص مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیش پیش تھے حضرت مسیح موعودؑ پر جھوٹے الزام لگانے شروع کئے کہ بانئ احمدیت خونی مہدی ہیں اور حکومت کے خلاف مہدی سوڈانی کی طرح سازشیں کریں گے وغیرہ اور اس طرح اکابرینِ حکومتِ ہند کو بھڑکانے کی کوشش کی تو حضورؑ نے ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں تاریخی حقائق کا حوالہ دیکر الزام دور کئے۔ حضورؑ نے یہ اشتہار لیفٹننٹ گورنر پنجاب اور گورنر جنرل ہند کو بھجوانے کے علاوہ ملکہ وکٹوریہ کو بھی ارسال فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوئم صفحہ ۳۲۸۔۳۲۹ طبع دوئم)

تحفۂ قیصریہ

جون ۱۸۹۷ء میں ملکہ وکٹوریہ (۱۸۱۹ء۔ ۱۹۰۱ء) کی ساٹھ سالہ ڈائمنڈ جوبلی منائی گئی اس موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو تحفۂ قیصریہ کے نام سے ایک رسالہ شائع فرمایا جس میں ملکہ وکٹوریہ کو دعوتِ اسلام دی گئی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ملکہ کے لئے اس کتاب کی خوبصورت جلد بنوا کر بھجوائی اور اس کی نقل وائسرائے ہند لارڈ ایلگن اور گورنر پنجاب کو ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی معرفت بھجوائی۔ حضور نے ملکہ کو یہ تجویز پیش فرمائی کہ:

(الف)...... انگلستان میں وسیع پیمانہ پر ایک ''جلسۂ مذاہب'' منعقد کرایا جائے جس میں تمام مذاہب کے نمائندے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں جیسا کہ قیصر روم نے ایک مرتبہ عیسائی فرقوں کے نمائندوں کا جلسہ منعقد کرایا تھا۔ اس مجوزہ جلسہ میں ہر ایک شخص اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ اگر ملکہ نے ایسا جلسہ منعقد کروا دیا تو یہ ہماری ملکہ معظّمہ کی طرف سے ایک روحانی یادگار ہوگا اور انگلستان جس کے کانوں تک بڑی خیانت کے ساتھ اسلامی تعلیمات پہنچائی گئی ہیں اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس ہوگا۔

(ب)...... اگر ملکہ چاہے گی تو اس کی حضرت مسیح ناصریؑ سے کشفی طور پر ملاقات بھی کرا دی جائے گی۔

حضورؑ نے فرمایا:

''یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ، تثلیث اور ابنیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت مسیح کو کشفی طور پر دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔'' (تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۱ مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء)

(ج)...... اگر ملکہ حضورؑ سے کوئی نشان دیکھنا چاہے تو، فرمایا:۔

''میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو کہ وہ ظاہر ہو جائے''

(حاشیہ تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۴۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲ مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء)

ستارہ قیصریہ

تحفہ قیصریہ کے دو سال بعد ۲۴؍ اگست ۱۸۹۹ء کو یہ رسالہ شائع فرمایا اور ایک بار پھر انگلستان میں ملکہ وکٹوریہ کو متذکرہ بالا جلسہ مذاہبِ عالم منعقد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضورؑ نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کو حکومت انگلستان کے لئے اتمامِ حجت کے طور پر ایک میموریل بھی شائع فرمایا جس میں جلسہ مذاہب منعقد کرانے کی طرف نہایت زوردار الفاظ میں توجہ دلائی۔ نیز فرمایا کہ تمام مذاہب کے نمائندے اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں اور اپنے مذہب کی سچائی کے ثبوت میں ایک سال کے اندر کسی نشان کی پیشگوئی کریں۔ خدا تعالیٰ کے اس جری پہلوان نے مزید لکھا۔

''اگر جلسہ کے بعد...... ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ لنڈن ۱۹۸۴ء)

ہندوستان میں تبلیغ عیسائیت کی نئی لہر

۱۸۹۹ء میں ہندوستان میں لارڈ کرزن وائسرائے بنا کر بھیجے گئے۔ لارڈ کرزن خود عیسائیت کے پرچار کے زبردست مئوید تھے چنانچہ ان کے آتے ہی پنجاب پر عیسائیت کی یلغار کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ ان دنوں ایک عیسائی بشپ کا بڑا چرچا تھا یعنی جارج الفریڈ لیفرائے (The Rt. Rev. G. A. Lefroy) انہیں فوری طور پر لاہور کا بشپ بنا دیا گیا۔ قبل ازیں یہ دلّی میں کامیاب مناد کے طور پر شہرت حاصل کر چکے تھے۔ بشپ لیفرائے اپنی مادری زبان یعنی انگریزی کے علاوہ اردو، فارسی اور عبرانی کے فاضل تھے اور مباحثوں میں جارحیت اختیار کرتے تھے۔ چنانچہ انہی

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے ۔ہر پہلو سے اس کی ادائیگی ضروری ہے ۔

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو

امانت کے مضمون کو جس قدر سمجھیں گے اسی قدر تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۸/اگست ۲۰۰۳ء مطابق ۸/ظہور ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد-ٹلفورڈ (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا۔ وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا﴾

(سورۃ النساء:۵۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

علامہ فخرالدین رازیؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو تمام امور میں امانتوں کو ادا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ خواہ وہ امور مذہب کے معاملات میں ہوں یا دنیوی امور اور معاملات کے بارہ میں۔ اُن کے نزدیک انسان کا معاملہ یا تو اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے یا بنی نوع انسان کے ساتھ یا اپنے نفس کے ساتھ اور ان تینوں اقسام میں امانت کے حق کی رعایت رکھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

آپ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے معاملات میں امانت کی رعایت کرنے کا تعلق ہے تو اس کا تعلق ان افعال کے ساتھ ہے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یا جن افعال کے کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کو ترک کرنے کے ساتھ۔ پھر کہتے ہیں کہ جہاں تک زبان کی امانت کا تعلق ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کو کذب بیانی، غیبت، چغل خوری ، نافرمانی، بدعت اور فحش کے لئے نہ استعمال کرے۔ اور آنکھ کی امانت یہ ہے کہ انسان آنکھ کو حرام کی طرف دیکھنے میں استعمال نہ کرے اور کانوں کی امانت یہ ہے کہ انسان ان کو بیہودہ کلامی اور ایسی باتوں کے سننے میں استعمال نہ کرے جن سے منع کیا گیا ہے۔ نیز فحش کلامی اور جھوٹی باتوں کے سننے سے پرہیز کرے۔

پھر دوسری بات لکھتے ہیں کہ:

جہاں تک امانت کا تمام مخلوقات کو ادا کرنے کا تعلق ہے اس میں ماپ تول میں کمی کو ترک کرنا، اور یہ کہ لوگوں میں ان کے عیوب نہ پھیلائے جائیں اور امراء اپنی رعیت کے ساتھ عدل سے فیصلے کریں۔ عوام الناس کے ساتھ علماء کے عدل سے مراد یہ ہے کہ وہ عوام کو باطل تعصّبات پر نہ ابھاریں بلکہ وہ ایسے اعتقادات اور اعمال کے بارہ میں ان کی ایسی رہنمائی کریں جو ان کی دنیا اور آخرت میں ان کے لئے نفع رساں ہوں............۔

اب آج کل کے علماء ہماری بات تو نہیں سنتے۔ علامہ فخرالدین رازیؒ کی اس بات پہ ہی غور کریں اور اس پر عمل کریں تو دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

پھر تیسری بات لکھتے ہیں کہ جہاں تک امانت کا تعلق انسان کے اپنے نفس کے بارہ میں ہے تو وہ یہ ہے کہ انسان اپنے لئے صرف وہی پسند کرے جو زیادہ نفع رساں اور زیادہ مناسب ہو اس کے دین کے لئے اور دنیا کے لئے۔ اور یہ کہ وہ اپنی خواہشات کا تابع ہو کر یا غضبناک ہو کر کوئی ایسا فعل نہ کرے جو اس کو آخرت میں تکلیف پہنچائے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اُس سے اُس کی رعیت کے بارہ میں دریافت کیا جائے گا۔ ارشاد الٰہی ﴿یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾ میں یہ سب باتیں داخل ہیں۔ (تفسیر کبیر رازیؒ)

اب اگر ہم دیکھیں تو یہ جو تین صورتیں بیان کی گئی ہیں ہر انسان کے معاملات میں تقریباً ان صورتوں کے گرد ہی اس کی زندگی گھوم رہی ہے۔ لیکن اس آیت کے آخر پر جو بات بیان ہوئی ہے اس کی مَیں پہلے وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخر پر فرماتا ہے کہ جو مَیں تمہیں حکم دے رہا ہوں وہ انتہائی بنیادی حکم ہے۔ اگر تم اس پر عمل کرتے رہے تو کامیابیاں تمہاری ہیں۔ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ جب خدا تعالیٰ تمہیں کسی بات کا حکم دیتا ہے تو حکم کر کے چھوڑ نہیں دیتا بلکہ تم پر گہری نظر رکھنے والا بھی ہے کہیں اس کے احکام کی ادائیگی میں تم خیانت تو نہیں کر رہے۔ اگر خیانت کر رہے ہو تو اس کے جو منطقی نتائج سامنے آنے چاہئیں جو نکلنے چاہئیں وہ تو نکلیں گے اور ساتھ ہی جو امانت تمہارے سپرد کی گئی ہے وہ بھی تم سے واپس لے لی جائے گی۔ تم خدمت سے محروم کر دئے جاؤ گے۔ ایک اعزاز تمہیں ملا تھا وہ تم سے چھین لیا جائے گا کیونکہ جن کے تم نگران بنائے گئے ہو ان کی دعاؤں کو اگر وہ نیک اور متقی ہیں اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور اپنی مخلوق پر ظلم اور زیادتی کی تمہیں اجازت نہیں دے گا۔ تو جیسے کہ پہلے مَیں نے بیان کیا ہے کہ وہ نصیحت ہے کیا جس پر تم نے کاربند ہونا ہے۔ وہ باتیں، وہ حکم ہے کیا جن پر ہم نے عمل درآمد کرنا ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو۔ اب وہ کونسی امانتیں ہیں جو ہمارے پاس خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے سپرد کرو جو کہ صحیح حق دار ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حکومت وقت کی اطاعت کی جائے۔ یہی رعایا کی لوگوں کی طرف سے ادائے امانت ہے اور پھر حکام کی طرف سے، افسران کی طرف سے امانت کا ادا کرنا، اپنی رعایا کی، اپنے شہریوں کی حفاظت کرنا، ان کے حقوق کا خیال رکھنا، حکام اور افسران کی طرف سے امانت کی صحیح ادائیگی ہے۔

ہمارے نظام جماعت میں عہدیداروں کا نظام مختلف سطحوں پر ہے۔ اس زمانے میں ہر احمدی جہاں، جس ملک میں رہتا ہے اس ملک میں دنیاوی سطح پر امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرنے کی کوشش کرتا ہے، ان تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کا فرض ہے کہ اپنے اس فرض کی صحیح ادائیگی کرے اور حق دار لوگوں تک اس امانت کو پہنچائے وہاں نظام جماعت بھی ہر احمدی سے خواہ عہدیدار ہو یا عام احمدی اس سے یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی امانتوں کی صحیح ادائیگی کرے۔ اب سب سے پہلے تو افراد جماعت ہیں جو نظام جماعت چلانے کے لئے عہدیدار منتخب کرتے ہیں۔ ان کا کیا فرض ہے، انہوں نے کس طرح جماعت کی اس امانت کو جو ان کے سپرد کی گئی ہے صحیح حقداروں تک پہنچانا ہے۔ تو اس کے لئے جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں انتخابات سے پہلے قواعد بھی پڑھ کر سنائے جاتے ہیں، عموماً یہ جماعتی روایت ہے۔ دعا کر کے اپنے ووٹ کے صحیح استعمال کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر آپ کس کو ووٹ دیتے ہیں یا کم از کم یہی ایک متقی کی کوشش ہونی چاہئے کہ اس کو ووٹ دیا جائے جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا ہے۔ جس عہدے کے لئے منتخب ہو رہا ہے اس کا کچھ نہ کچھ علم بھی اس کو ہو۔ پھر جماعت کے کاموں کے لئے وقت بھی دے سکتا ہو۔ جس حد تک اس کی طاقت میں ہے وقت کی قربانی بھی دے سکتا ہو۔ پھر صرف اس لئے کسی کو عہدیدار نہ بنائیں کہ وہ آپ کا عزیز ہے یا دوست ہے۔ اور اتنا مصروف ہے کہ

جماعتی کاموں کے لئے وقت نکالنا مشکل ہے۔لیکن عزیز اور دوست ہونے کی وجہ سے اس کو عہدیدار بنانے کی کوشش کی جائے تو یہ ہے امانت کے حقدار کو امانت کو صحیح طرح نہ پہنچانا۔اس نیت سے جب انتخابات ہوں گے کہ صحیح حقدار کو یہ امانت پہنچائی جائے تو اس میں برکت بھی پڑے گی، انشاء اللہ۔اور اللہ سے مدد مانگنے والے، نہ کہ اپنے اوپر ناز کرنے والے، اپنے آپ کو کسی قابل سمجھنے والے عہدیدار اوپر آئیں گے۔اور جن کے ہر کام میں عاجزی ظاہر ہوتی ہوگی اور یہی لوگ آپ کے حقوق کا صحیح خیال رکھنے والے بھی ہوں گے ۔اور نظام جماعت کو صحیح نہج پر چلانے والے بھی ہوں گے۔بعض دفعہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں عہدیدار بناؤ۔ان کے بارہ میں یہ حدیث ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے حقائق الفرقان میں Quote کی ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کے روبرو دو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجئے، ہم اس کے اہل ہیں۔فرمایا: جن کو ہم حکم فرمادیں، خُدا اُن کی مدد کرتا ہے۔ جو خود کام کو اپنے سر پر لے، اس کی مدد نہیں ہوتی۔ پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو۔" (حقائق الفرقان جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۰)

پھر عہدیداران ہیں ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے بلکہ جماعت کا ہر کارکن یہ بات یاد رکھے کہ اگر کسی دفتر میں کسی عہدیدار کے پاس کوئی معاملہ آتا ہے یا کسی کارکن کے علم میں کوئی معاملہ آتا ہے چاہے وہ ان کی نظر میں انتہائی چھوٹے سے چھوٹا معاملہ ہو۔وہ اس کے پاس امانت ہے اور اس کو حق نہیں پہنچتا کہ اس سے آگے یہ معاملہ لوگوں تک پہنچے۔ایک راز ہے، ایک امانت ہے، پھر کسی کی کمزوریوں کو اچھالنا تو ویسے بھی ناپسندیدہ فعل ہیا ورمنع ہے بڑی سختی سے منع ہے۔اور بعض دفعہ تو یہ ہوتا ہے کہ کسی بات کا وجود ہی نہیں ہوتا اور وہ بات بازار میں گردش کر رہی ہوتی ہے۔اور جب تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ فلاں کارکن نے فلاں سے بالکل اور رنگ میں کوئی بات کی تو جو کم از کم نہیں تو سو سے ضرب کھا کر باہر گردش کر رہی ہوتی ہے۔تو جس کے متعلق بات کی جاتی ہے جب اس تک یہ بات پہنچتی ہے تو طبعی طور پر اس کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ اول تو بات اس طرح ہوتی نہیں اور اگر ہے بھی تو تمہیں کسی کی عزت اچھالنے کا کس نے اختیار دیا ہے۔

پھر مشورے ہیں اگر کوئی کسی عہدیدار سے یا کسی بھی شخص سے مشورہ کرتا ہے تو یہ بالکل ذاتی چیز ہے، ایک امانت ہے۔تمہارے پاس ایک شخص مشورہ کے لئے آیا، تم نے اپنی عقل کے مطابق اسے مشورہ دیا تو تم نے امانت لوٹانے کا حق ادا کر دیا۔اب تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ اس مشورہ لینے والے کی بات آگے کسی اور سے کرو۔اور اگر کرو گے تو یہ خیانت کے زمرے میں آجائے گی۔عہدیداران کو بھی، کارکنان کو بھی اس حدیث کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔سائل نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب نااہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔(بخاری۔کتاب الرقاق۔باب رفع الامانۃ)

پھر طبرانی کبیر میں یہ روایت آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں جس کو عہد کا پاس نہ ہو اس میں دین نہیں، اُس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کسی بندے کا اُس وقت تک دین درست نہ ہوگا جب تک اُس کی زبان درست نہ ہو۔اور اُس کی زبان درست نہ ہوگی جب تک اُس کا دل درست نہ ہوگا۔اور جو کوئی کسی ناجائز کمائی سے کوئی مال پائے گا اور اُس میں سے خرچ کرے گا تو اُس کو اُس میں برکت نہیں دی جائے گی، اور اگر اُس میں سے خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہوگی اور جو اُس میں سے بچ رہے گا وہ اُسے دوزخ کی طرف لے جانے کا موجب ہوگا۔ بُری چیز بُری چیز کا کفارہ نہیں بن سکتی ہے، البتہ اچھی چیز اچھی چیز کا کفارہ ہوتی ہے۔

(کنزالعمال۔جلد ۲ صفحہ ۱۵۔حیدرآباد)

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے عہدیداران کو، کارکنان کو کہ عہدہ بھی ایک عہد ہے، خدمت بھی ایک عہد ہے جو خدا اور اس کے بندوں سے ایک کارکن، ایک عہدیدار، اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے کرتا ہے۔اگر ہر عہدیدار یہ سمجھنے لگ جائے کہ نہ صرف قول سے بلکہ دل کی گہرائیوں سے اس بات پر قائم ہو کہ خدمت دین ایک فضل الٰہی ہے۔میری غلط سوچوں سے یہ فضل مجھ سے کہیں چھن نہ جائے تو ہماری ترقی کی رفتار اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے، ایک سوچنے کا مقام ہے کہ امانت ایمان کا حصہ ہے، اگر امانت کی صحیح ادائیگی نہیں کر رہے، اگر اپنے عہد پر صحیح طرح کاربند نہیں، جو حدود تمہارے لئے متعین کی گئی ہیں ان میں رہ کر خدمت انجام نہیں دے رہے تو اس حدیث کی رُو سے ایسے شخص میں دین ہی نہیں اور دین کو درست کرنے کے لئے اپنی زبان کو درست کرنا ہوگا۔اور فرمایا کہ زبان اس وقت تک درست نہ ہوگی جب تک دل درست نہ ہوگا۔ اور پھر ایک کڑی سے دوسری کڑی ملتی چلی جائے گی۔تو حسین معاشرے کو قائم رکھنے کے لئے ان تمام امور کی درستگی ضروری ہے۔

ایک بات اور واضح ہو کہ صرف منہ سے یہ کہہ دینے سے کہ میرا دل درست ہے، کافی نہیں۔ ہر وقت ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔وہ ہماری پاتال تک سے واقف ہے۔وہ سمیع وبصیر ہے اس لئے اپنے تمام قبلے درست کرنے پڑیں گے۔تو خدمت دین کرنے کے مواقع بھی ملتے رہیں گے۔تو یہ تقویٰ کے معیار قائم رہیں گے تو نظام جماعت بھی مضبوط ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ایسے عہدیدار جو پورے تقویٰ کے ساتھ خدمت سرانجام دیتے ہیں اور دے رہے ہیں ان کے لئے ایک حدیث میں جو مَیں پڑھتا ہوں، ایک خوشخبری ہے۔حضرت ابو موسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو مسلمانوں کے اموال کا نگران مقرر ہوا اگر وہ امین اور دیانتدار ہے اور جو اسے حکم دیا جاتا ہے اسے صحیح صحیح نافذ کرتا ہے اور جسے کچھ دینے کا حکم دیا جاتا ہے اسے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ اس کا حق سمجھتے ہوئے دیتا ہے تو ایسا شخص بھی عملاً صدقہ دینے والے کی طرح صدقہ دینے والا شمار ہوگا۔(مسلم کتاب الزکوٰۃ)

تو دیکھیں نیکی سے کس طرح نیکیاں نکلتی چلی جارہی ہیں۔خدا کی جماعت کی خدمت کا موقع بھی ملا، خدا کی مخلوق کی خدمت کا موقع بھی ملا، حکم کی پابندی کر کے، امانت کی ادائیگی کر کے، صدقے کا ثواب بھی کما لیا۔ بلاؤں سے بھی اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوگئی۔

پھر مجالس کی امانتیں ہیں۔کسی مجلس میں اگر آپ کو دوست سمجھ کر، اپنا سمجھ کر آپ کے سامنے باتیں کر دی جائیں تو ان باتوں کو باہر لوگوں میں کرنا بھی خیانت ہے۔پھر مجالس میں کسی کے عیب دیکھیں، کسی کی کوئی کمزوری دیکھیں تو اس کو باہر پھیلانا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ جب کہ کسی اور شخص کو بھی بتانا جس کا اس مجلس سے تعلق نہ ہو یہ بھی خیانت ہے۔ایک بات اور واضح ہو اور ہر وقت ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اگر کسی مجلس میں نظام کے خلاف یا نظام کے کسی کارکن کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو اس کو پہلے تو وہیں بات کرنے والے کو سمجھا کر اس بات کو ختم کر دینا زیادہ مناسب ہے اور وہیں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔اگر اصلاح کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر بالا افسران تک اطلاع کرنی چاہئے۔لیکن بعض دفعہ بعض کارکن بھی اس میں Involve ہو جاتے ہیں۔ پتہ نہیں آج کل کے حالات کی وجہ سے مردوں کے اعصاب پر بھی زیادہ اثر ہو جاتا ہے یا مردوں کو بھی بلا سوچے سمجھے عورتوں کی طرح باتیں کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔اس میں بعض اوقات اچھے بھلے سلجھے ہوئے کارکن بھی شامل ہو جاتے ہیں اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں اور اس طرح غیر محسوس طور پر ایک کارکن دوسرے کارکن کے متعلق بات کر کے یا ایک عہدیدار دوسرے بالا عہدیدار کے متعلق بات کر کے یا اپنے سے کم عہدیدار کے متعلق بات کر کے، لوگوں کے لئے فتنے کا موجب بن رہا ہوتا ہے۔کمزور طبیعت والے ایسی باتوں کا خواہ وہ چھوٹی باتیں ہی ہوں، برا اثر لیتے ہیں۔اور ایسے کارکنوں کو بھی جو اپنے ساتھی عہدیداران کے متعلق باتیں کرنے کی عادت پڑ جائے تو منافق بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نظام بھی متاثر ہوتا ہے۔اس لئے تمام کارکنان اور عہدیداران کو جو ایسی باتیں خواہ مذاق کے رنگ میں ہوں کرتے ہیں ان کو اپنے عہدوں اور اپنے مقام کی وجہ سے ایسی باتیں کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔اور ایسی مجلسوں میں بیٹھنے والوں کے لئے یہاں اجازت ہے۔اب ویسے تو مجلس کی باتیں امانت ہیں باہر نہیں نکلنی چاہئیں لیکن اگر نظام کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو یہاں اجازت ہے کہ چاہے وہ اگر نظام کے متعلق ہے یا نظام کے کسی عہدیدار کے متعلق ہیں اور اس سے یہ تأثر پیدا ہو رہا ہے کہ اس میں کئی اعتراض کے پہلو ابھر سکتے ہیں، نکل سکتے ہیں تو اس کو افسران بالا تک پہنچانا چاہئے۔اور ایک حدیث میں اس کی اس طرح اجازت ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجالس کی گفتگو امانت ہے سوائے تین مجالس کے۔ایسی مجلس جہاں ناحق خون بہانے والوں کے باہمی مشورہ کی مجلس ہو۔پھر وہ مجلس جس میں بدکاری کا منصوبہ بنے۔اور پھر وہ مجلس جس میں کسی کا مال ناحق دبانے کا منصوبہ بنایا جائے۔تو جہاں ایسی سازشیں ہو رہی ہوں جس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، ایسی باتیں سن کر متعلقہ لوگوں تک یا افسران تک پہنچانا یہ امانت ہے۔ان کو نہ پہنچانا خیانت ہو جائے گی۔تو نظام کے متعلق جو باتیں ہیں وہ بھی اسی زمرہ میں آتی ہیں کہ اگر کوئی نظام کے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

خلاف بات کررہاہو اور بالا افسران تک نہ پہنچائیں۔ پھر بعض دفعہ عہدیداران کے خلاف شکایات پیدا ہوتی ہیں تو بعض اوقات یہ صرف غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یا بعض دفعہ کسی نے اپنے ذاتی بغض کی وجہ سے کسی عہدیدار کے ساتھ ہے اپنے ماحول میں بھی لوگ اس عہدیدار کے خلاف باتیں کرکے لوگوں کو اس کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی آپ کو چاہئے کہ امانتیں ان کے صحیح حقدار وں تک پہنچائیں۔ یعنی باتیں بالا افسران تک، عہدیدارن تک، نظام تک پہنچائیں۔ لیکن تب بھی یہ کوئی حق نہیں پہنچتا بہرحال کہ ادھر ادھر بیٹھ کر باتیں کی جائیں۔ بلکہ جس کے خلاف بات ہورہی ہے مناسب تو یہی ہے کہ اگر آپ کی اس عہدیدار تک پہنچ ہے تو اس تک بات پہنچائی جائے کہ تمہارے خلاف یہ باتیں سننے میں آرہی ہیں۔ اگر صحیح ہیں تو اصلاح کرلو اور اگر غلط ہے تو جو بھی صفائی کا طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہو کرو۔ پھر کسی کی پیٹھ پیچھے باتیں کرنے والوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ باتیں صحیح ہیں یا غلط یہ غیبت یا جھوٹ کے زمرے میں آتی ہیں۔ اور غیبت کرنے والوں کو اس حدیث کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگلے جہان میں ان کے ناخن تانبے کے ہوجائیں گے جس سے وہ اپنے چہرے اور سینے کا گوشت نوچ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’ہم اُسی وقت سچے بندے ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہے ہم اُس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہوجائیں۔ ہماری جان اُس کی امانت ہے اور وہ فرماتا ہے ﴿تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾۔‘‘

(تفسیر فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم۔ صفحہ ۲۴۵، جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

آپؑ مزید فرماتے ہیں: ’’امانتوں کو ان کے حقداروں کو واپس دے دیا کرو۔ خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا‘‘۔

پھر آپ نے فرمایا:

’’مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفائے عہد کے بارہ میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کا نفس اور اس کے تمام قویٰ اور آنکھ کی بینائی اور کانوں کی شنوائی اور زبان کی گویائی اور ہاتھوں اور پیروں کی قوت یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جو اس نے ہمیں دی ہیں اور جس وقت چاہے اپنی امانت کو واپس لے سکتا ہے۔ پس ان تمام امانتوں کی رعایت رکھنا یہ ہے کہ باریک در باریک تقویٰ کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی خدمت میں نفس اور اس کے تمام قویٰ اور جسم اور اس کے تمام قویٰ اور جوارح سے لگایا جائے اس طرح پر کہ گویا یہ تمام چیزیں اس کی نہیں بلکہ خدا کی ہوجائیں۔ اور اُس کی مرضی اس کی نہیں بلکہ خدا کی مرضی کے موافق ان تمام قویٰ اور اعضاء کا حرکت اور سکون ہو۔ اور اس کا ارادہ کچھ بھی نہ رہے بلکہ خدا کا ارادہ اس میں کام کرے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اس کا نفس ایسا ہو جیسا کہ مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور یہ خودرائی سے بے دخل ہو (یعنی اپنا وجود ہی نہ ہو)۔ اور خدا تعالیٰ کا پورا تصرف اس کے وجود پر ہوجائے۔ یہاں تک کہ اُسی سے دیکھے اور اُسی سے سنے اور اُسی سے بولے اور اسی سے حرکت یا سکون کرے۔ اور نفس کی دقیق در دقیق آلائشیں جو کسی خوردبین سے بھی نظر نہیں آسکتیں دور ہوکر فقط روح رہ جائے۔ غرض مہیمنت خدا کی اس کا احاطہ کرلے۔ (یعنی انسان خدا تعالیٰ کے مکمل طور پر قبضہ میں ہو)۔ اور اپنے وجود سے اس کو کھو دے اور اس کی حکومت اپنے وجود پر کچھ نہ رہے اور سب حکومت خدا کی ہوجائے۔ اور انسانی جوش سب مفقود ہوجائیں۔ اور تمام آرزوئیں اور تمام ارادے اور تمام خواہشیں خدا میں ہوجائیں۔ اور نفس امارہ کی تمام عمارتیں منہدم کرکے خاک میں ملادی جائیں۔ اور ایک ایسا پاک محل تقدس اور تطہر کا دل میں دل میں تیار کیا جاوے جس میں حضرت عزت نازل ہوسکیں اور اس کی روح اس میں آباد ہوسکے۔ اس قدر تکمیل کے بعد کہا جائے گا کہ وہ امانتیں جو منعم حقیقی نے انسان کو دی تھیں وہ واپس کی گئیں تب ایسے شخص کو یہ آیت صادق آئے گی ﴿وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ﴾‘‘۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں۔ ایک حسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی عمل حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں ’’رٰعُوْنَ‘‘ کے لفظ اسی طرف اشارہ کرتا ہے ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں تقویٰ سے کام لے جو حسن معاملہ ہے۔ یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے‘‘۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ ﴿لِبَاسُ التَّقْوٰی﴾ قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہوجائے‘‘۔

فرمایا: ’’امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزّت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾ اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اُس میں فانی ہوکر اُس کے راہ میں وقف کر دیتا ہے ...... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق اور مصدوق محمد مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۱۔۱۶۲)

پس یاد رکھیں کہ امانت کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اور جتنے زیادہ عہدیداران جماعت اور...... میں جا کر امانت کے مطلب کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اتنے ہی زیادہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہوتے چلے جائیں گے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ نظام جماعت مضبوط ہوگا، نظام خلافت مضبوط ہوگا۔ آپ کی نظام سے وابستگی قائم رہے گی۔ خلافت کے نظام کو مضبوط کرنے کے لئے خلیفۂ وقت کی تو ہمیشہ یہی دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے متقیوں کا امام بنائے۔ تو پھر ان دعاؤں کے مورد، ان کے حامل تو وہی لوگ ہوں گے جو اپنی امانتوں کا پاس کرنے والے، اپنے عہدوں کا پاس کرنے والے، اپنے خدا سے وفا کرنے والے ہوتے ہیں اور تقویٰ پر قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو یہ معیار قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁ ...... ❁❁❁

نکات معرفت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁...... گنہگاروں کے اقسام

اول قسم گنہگاروں کی وہ ہے کہ وہ غافل ہوتے ہیں، ان کو خبر نہیں ہوتی کہ وہ گناہ کرتے ہیں۔

دوم گناہ کرتے ہیں مگر بعد میں اضطراب، تضرع، زاری، خوف الٰہی، رونا اور چلانا ہوتا ہے۔ ایسے گنہگار تائب ہوتے ہیں۔

سوم گنہگاروں کی وہ قسم ہے کہ وہ غافل بھی نہیں ہوتے، گناہ بھی کرتے ہیں۔ کوئی اضطراب اور گھبراہٹ بھی نہیں ہوتی بلکہ وہ حیلے بناتے ہیں اور بہانہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ محروم ہوتے ہیں۔ پس اپنا مطالعہ کرو۔

❁...... اعمال کی کسوٹی

اعمال میں اخلاص اور صواب ہو ورنہ وہ اعمال اکارت جائیں گے۔ **اخلاص** وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے ہو۔ کوئی اور خواہش نہ ہو۔ کسی کو دکھانا یا کسی سے کوئی قسم کا طمع یا خوف اس عمل کا محرک نہ ہوا ہو۔

صواب۔ رسول کریم ﷺ کے طرز عمل اور سنت کے موافق ہو ان کے نقش قدم پر چلے اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہوگی تو اعمال حبط ہوجائیں گے۔

(الحکم نمبر ۱۹ جلد ۷۔ ۳۱/مئی ۱۹۰۳ء)

(مرسلہ: حبیب الرحمن زیروی)

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر ۲

شکر نہیں کرتیں اور جب ان پر کوئی آزمائش پڑتی ہے تو صبر نہیں کرتیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳صفحہ ۴۲۸۔مطبوعہ بیروت)

تو یہ تاجروں کی بھی سوچنے والی بات ہے کہ بڑی صاف ستھری تجارت ہونی چاہئے۔ یہ بھی شرائط بیعت میں سے ایک شرط ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’قرآن سے تو ثابت ہوتا ہے کہ کافر سے پہلے فاسق کو سزا دینی چاہئے...... یہ خدا تعالیٰ کا دستور ہے کہ جب ایک قوم فاسق فاجر ہوتی ہے تو اس پر ایک اور قوم مسلط کر دیتا ہے‘‘۔(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۵۳۔جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا: ’’جب مسلمان فسق و فجور میں حد سے نکلنے لگے اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت ان میں آگئی اور دنیا اور اس کی زیب و زینت میں ہی گم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاکو، چنگیز خان وغیرہ سے برباد کروایا۔لکھا ہے کہ اُس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی ’اَیُّھَا الْکُفَّارُ اُقْتُلُوْاالْفُجَّار‘۔غرض فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۸ جدیدایڈیشن)

پھر فرمایا: ’’ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لا پرواہ ہے اور خدا تعالیٰ بھی اس سے لا پرواہ ہے۔ایک بیٹا اگر باپ کی پرواہ نہ کرے اور ناخلف ہو تو باپ کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی تو خدا کو کیوں ہو‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۳ صفحہ ۲۱۱۔ جدید ایڈیشن)

ظلم نہ کرو

پھر شرط دوم میں ہے کہ ظلم نہیں کرے گا۔قرآن کریم میں آتا ہے۔﴿فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِھِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ﴾ (الزخرف: ۶۶)۔ترجمہ ہے اس کا: پس ان کے اندر ہی سے گروہوں نے اختلاف کیا۔پس اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا ہلاکت ہو دردناک دن کے عذاب کی صورت میں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔حرص، بخل اور کینہ سے بچو کیونکہ حرص، بخل اور کینہ نے پہلوں کو ہلاک کیا، اس نے ان کو خونریزی پر آمادہ کیا اور ان سے قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی کرائی۔

(مسند احمد جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۲۳)

پھر ہے کہ دوسرے کا حق دبانا بھی ظلم ہے۔حضرت عبداللہؓ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ کون سا ظلم سب سے بڑا ہے۔تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے ایک ہاتھ زمین دبا لے۔اس زمین کا ایک کنکر بھی جو اس نے از راہ ظلم لیا ہوگا تو اس کے نیچے کی زمین کے جملہ طبقات کا طوق بن کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔اور زمین کی گہرائی سوائے اس ہستی کے کوئی نہیں جانتا جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

بعض لوگ جو اپنے بہنوں بھائیوں یا ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کرتے یا لڑائیوں میں جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں، زمینیں دبا لیتے ہیں ان کو اس پر غور کرنا چاہئے۔احمدی ہونے کے بعد اور اس شرط کے ساتھ ہم نے بیعت کی ہے کہ کسی کا حق نہیں دبائیں گے، ظلم نہیں کریں گے، بہت زیادہ خوف کا مقام ہے۔

ایک حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کی جس کے پاس روپیہ ہو، نہ سامان۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا ہوگا۔پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دئے جائیں گے۔اور اس طرح جنت کی بجائے اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔یہی شخص دراصل مفلس ہے۔

اب سوچیں، غور کریں، ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہئے۔جو بھی ایسی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہوں ان کے لئے خوف کا مقام ہے۔اللہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسی مفلسی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور کبھی پیش نہ ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں، اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔وہ جھوٹ نہ بولیں۔وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے...... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے...... یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے‘‘۔

فرمایا: ’’یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو۔اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

(اشتہار مورخہ ۲۹/مئی ۱۸۹۸ء۔ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۲۔۴۳)

خیانت نہ کرو

پھر خیانت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ۔اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا﴾ (النساء:۱۰۸)۔اور ان لوگوں کی طرف سے بحث نہ کر جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں۔یقیناً اللہ سخت خیانت کرنے والے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

ایک حدیث میں ہے۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔جو تمہارے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھتا ہے اس کی امانت اسے لوٹا دو۔اور اس شخص سے بھی ہرگز خیانت سے پیش نہ آؤ جو تم سے خیانت سے پیش آ چکا ہے۔

(ابوداؤد۔ کتاب البیوع۔ باب فی الرجل یاخذ حقہ ......)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’امانت و دیانت یعنی دوسرے کے مال پر شرارت اور بدنیتی سے قبضہ کر کے اس کو ایذا پہنچانے پر راضی نہ ہونا۔سو واضح ہو کہ دیانت اور امانت انسان کی طبعی حالتوں میں سے ایک حالت ہے۔اسی واسطے ایک بچہ شیرخوار بھی جو بوجہ اپنی کم سنی اپنی طبعی سادگی پر ہوتا ہے اور نیز بباعث صغر سنی ابھی بری عادتوں کا عادی نہیں ہوتا اس قدر غیر کی چیز سے نفرت رکھتا ہے کہ غیر عورت کا دودھ بھی مشکل سے پیتا ہے۔‘‘(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد۱۰ صفحہ ۳۴۴)

فساد سے بچو

پھر فساد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ﴾ ۔(القصص: ۷۸)۔ اور جو کچھ اللہ نے تجھے عطا کیا ہے اس کے ذریعہ دارِ آخرت کمانے کی خواہش کر اور دنیا میں سے بھی اپنا معیّن حصہ نظر انداز نہ کر اور احسان کا سلوک کر جیسا کہ اللہ نے تجھ سے احسان کا سلوک کیا اور زمین میں فساد (پھیلانا) پسند نہ کر۔یقیناً اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ دو طرح کی ہے۔ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے امام کی اطاعت کی جاتی ہے۔ایسا شخص اپنا اچھا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اپنے شریک سفر کے لئے سہولت پیدا کرتا ہے اور فساد سے اجتناب کرتا ہے۔پس ایسے شخص کا سونا جاگنا

تمام کا تمام مستوجب اجر ہے۔ اور ایک وہ شخص ہوتا ہے جو فخر کے لئے اور دکھاوے کے لئے اور اپنی بہادری کے قصے سنانے کے لئے لڑتا ہے۔ ایسا شخص امام کی نافرمانی کرتا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتا ہے۔ پس ایسا شخص اوپر والے شخص کا ہم پلّہ ہوکر نہیں لوٹتا۔ (سنن ابی داؤد۔کتاب الجہاد۔ باب فیمن یغزو ویلتمس)

حضرت اسماء بنت یزید روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا مَیں تم میں سے بہترین لوگوں کے بارہ میں تم کو نہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ! ضرور بتائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ کوئی اچھا منظر دیکھتے ہیں تو ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا: کیا مَیں تم کو شریر ترین افراد سے نہ آگاہ کروں؟ شریر ترین لوگ وہ ہیں جو چغل خوری کی غرض سے چلتے پھرتے ہیں۔ محبت کرنے والوں کے درمیان بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔ اور فرمانبردار لوگوں کے بارہ میں ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو جائیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۴۵۹ مطبوعہ بیروت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ ’’تم نے خداتعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے (یہ غیروں کے بارہ میں ہے کہ کیا سلوک ہونا چاہئے احمدیوں کا ان کے ساتھ) جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو مَیں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔......... جب مَیں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہوکر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خداتعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ مَیں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہوکر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۵۷ جدید ایڈیشن)

بغاوت کے طریقوں سے بچو

پھر اسی شرط دوئم میں ایک یہ بھی بات ہے کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ﴾ (البقرہ: ۱۹۴) یعنی اس حد تک ان کا مقابلہ کرو کہ ان کی بغاوت دور ہو جاوے اور دین کی روکیں اٹھ جائیں اور حکومت اللہ کے دین کی ہو جائے۔ اور پھر فرمایا ﴿قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا﴾ (البقرہ: ۲۱۸) یعنی شہر حرام میں قتل تو گناہ ہے لیکن خداتعالیٰ کی راہ سے روکنا اور بغاوت کو پھیلانا یعنی امن کا خلل انداز ہونا قتل سے بڑھ کر ہے۔ (جنگ مقدس۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۲۵۵)

فرمایا: ’’چونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے مَیں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے............۔

سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکرگزار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ تو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو............۔

خواہ نخواہ ایسے اعتقاد پھیلانا کہ کوئی خونی مہدی آئے گا اور عیسائی بادشاہوں کو گرفتار کرے گا یہ محض بناوٹی مسائل ہیں جن سے ہمارے مخالف مسلمانوں کے دل سیاہ اور سخت ہو گئے ہیں اور جن کے ایسے عقیدے ہیں وہ خطرناک انسان ہیں۔ اور ایسے عقیدے کسی زمانہ میں جاہلوں کے لئے بغاوت کا ذریعہ ہو سکتے ہیں بلکہ ضرور ہوں گے۔ سو ہماری کوشش ہے کہ مسلمان ایسے عقیدوں سے رہائی پاویں۔ یاد رکھو کہ وہ دین خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا جس میں انسانی ہمدردی نہیں۔ خدا نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم کیا جائے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۸۲ تا ۵۸۵)

نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہو

پھر اسی شرط دوئم میں یہ ہے کہ نفسانی جوشوں کے وقت اس کا مغلوب نہیں ہوگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

’’روحانی وجود کا چوتھا درجہ وہ ہے جس کو خداتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ذکر فرمایا ہے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ یعنی تیسرے درجہ سے بڑھ کر مومن وہ ہیں جو اپنے تئیں نفسانی جذبات اور شہوات ممنوعہ سے بچاتے ہیں۔ یہ درجہ تیسرے درجہ سے اس لئے بڑھ کر ہے کہ تیسرے درجہ کا مومن تو صرف مال کو جو اس کے نفس کو نہایت پیارا اور عزیز ہے خداتعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے لیکن چوتھے درجہ کا مومن وہ چیز خداتعالیٰ کی راہ میں نثار کرتا ہے جو مال سے بھی زیادہ پیاری اور محبوب ہے یعنی شہوات نفسانیہ۔ کیونکہ انسان کو اپنی شہوات نفسانیہ سے اس قدر محبت ہے کہ وہ اپنی شہوات کے پورا کرنے کے لئے اپنے مال عزیز کو پانی کی طرح خرچ کرتا ہے اور ہزارہا روپیہ شہوات کے پورا کرنے کے لئے برباد کر دیتا ہے اور شہوات کے حاصل کرنے کے لئے مال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے ایسے نجس طبع اور بخیل لوگ جو ایک محتاج، بھوکے اور ننگے کو بباعث سخت بخل کے ایک پیسہ بھی دے نہیں سکتے شہوات نفسانیہ کے جوش میں بازاری عورتوں کو ہزارہا روپیہ دے کر اپنا گھر ویران کر لیتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ سیلاب شہوت ایسا تند اور تیز ہے کہ بخل جیسی نجاست کو بھی بہا لے جاتا ہے۔ اس لئے یہ بدیہی امر ہے کہ بہ نسبت اس قوت ایمانی کے جس کے ذریعہ سے بخل دور ہوتا ہے اور انسان اپنا عزیز مال خدا کے لئے دیتا ہے یہ قوت ایمانی جس کے ذریعہ سے انسان شہوات نفسانیہ کے طوفان سے بچتا ہے نہایت زبردست اور شیطان کا مقابلہ کرنے میں نہایت سخت اور نہایت دیرپا ہے کیونکہ اس کا کام یہ ہے کہ نفس امارہ جیسے پرانے اژدھا کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالتی ہے۔ اور بخل تو شہوات نفسانیہ کے پورا کرنے کے جوش میں اور نیز ریاء اور نمود کے وقتوں میں بھی دور ہو سکتا ہے۔ مگر یہ طوفان جو نفسانی شہوات کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے یہ نہایت سخت اور دیرپا طوفان ہے جو کسی طرح بجز رحم خداوندی کے دور ہو ہی نہیں سکتا اور جس طرح جسمانی وجود کے تمام اعضاء میں سے ہڈی نہایت سخت ہے اور اس کی عمر بھی بہت لمبی ہے اسی طرح اس طوفان کے دور کرنے والی قوت ایمانی نہایت سخت اور عمر بھی لمبی رکھتی ہے تا ایسے دشمن کا دیر تک مقابلہ کر کے پامال کر سکے اور وہ بھی خداتعالیٰ کے رحم سے۔ کیونکہ شہوات نفسانیہ کا طوفان ایک ایسا ہولناک اور پرآشوب طوفان ہے کہ بجز خاص رحم حضرت احدیت کے فرو نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے حضرت یوسف کو کہنا پڑا ﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ. اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ﴾۔ (یوسف: ۵۴) یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا۔ نفس نہایت درجہ بدی کا حکم دینے والا ہے اور اس کے حملہ سے مخلصی غیر ممکن ہے مگر یہ کہ خود خداتعالیٰ رحم فرما دے۔ اس آیت میں جیسا کہ فقرہ ﴿اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ﴾ ہے طوفان نوح کے ذکر کے وقت بھی اسی کے مشابہ الفاظ ہیں کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾۔ (ھود: ۴۴) پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ طوفان شہوات نفسانیہ اپنی عظمت اور ہیبت میں طوفان نوح سے مشابہ ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶)

خلاصہ کلام یہ کہ فرمایا ہے کہ شہوات تم پر غلبہ ہمیشہ پانے کی کوشش کریں گی۔ اور ان سے ہمیشہ بچو، اللہ تعالیٰ سے رحم مانگتے ہوئے ان سے بچو۔ آج کل کے زمانے میں تو اس کے بہت سے راستے بھی ہیں، اور بھی زیادہ کھل گئے ہیں اس لئے پہلے سے بڑھ کر دعائیں کرنے کی، اللہ کی طرف جھکنے کی اور اس کا رحم مانگنے کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اسی خدا کو مانو جس کے وجود پر توریت اور انجیل اور قرآن تینوں متفق ہیں۔ کوئی ایسا خدا اپنی طرف سے مت بناؤ جس کا وجود ان تینوں کتابوں کی متفق علیہ شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشس کی گواہی ہے اور خدا کی کتابیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں۔ خدا کو ایسے طور پر نہ مانو جس پر خدا کی کتابوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو اور بدنظری نہ کرو اور ہر ایک فسق اور فجور اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو۔ اور نفسانی جوشوں سے مغلوب مت ہو اور پنج وقت نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پانچ طور پر ہی انقلاب آتے ہیں۔ اور اپنے نبی کریمؐ کے شکر گزار رہو، اس پر درود بھیجو۔ کیونکہ وہی ہے جس نے تاریکی کے زمانے کے بعد نئے سرے سے خداشناسی کی راہ دکھائی‘‘۔

فرمایا: ’’یہ میرے سلسلہ کے وہ اصول ہیں جو اس سلسلہ کے لئے امتیازی نشان کی طرح ہیں جس انسانی ہمدردی اور ترک ایذاء بنی نوع اور ترک مخالفت حکّام کی یہ سلسلہ بنیاد ڈالتا ہے دوسرے مسلمانوں میں اس کا وجود نہیں۔ ان کے اصول اپنی بے شمار غلطیوں کی وجہ سے اور طرز کے ہیں اس کی تفصیل کی حاجت نہیں اور یہ ان کا موقع ہے‘‘۔ (ضمیمہ تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۲۳۔ ۵۲۴ مطبوعہ لندن)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

جماعت احمدیہ نہ صرف یہ کہ ایک پرامن اور امن پسند جماعت ہے بلکہ یہ جماعت اسپتالوں کے قیام، کینسر ریسرچ اور بچوں کو تحفظ فراہم کرنے جیسے کاموں میں بھی اپنا کردار ادا کرنے میں فعال اور مستعد ہے۔

ہم گھانا میں تعریف وتحسین اور شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ اس بےلوث وبےدریغ خدمت کو یاد رکھتے ہیں جو آپ نے تعلیم، زراعت اور اخلاقی تربیت کے شعبوں میں ہمارے عزیز ملک کی کئی سال تک جاری رکھی۔

(جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے موقع پر مختلف سربرآوردہ شخصیات کی شمولیت اور پیغامات)

(مسعود احمد دہلوی)

ہز ایکسی لینسی صدر مملکت گھانا کا پیغام

گھانا (مغربی افریقہ کے صدر مملکت ہز ایکسی لینسی جان اگئیے کوم کوفور نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۷ویں جلسہ سالانہ منعقد ۲۵ تا ۲۷ جولائی کے مبارک موقع پر جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت کا پہلا بین الاقوامی جلسہ سالانہ تھا، حضور ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں تہنیت کا جو ذاتی پیغام اپنی حکومت کے ڈپٹی منسٹر توانائی آنریبل کوبینا طاہر ہیمنڈ کے ہاتھ ارسال فرمایا اور جسے نائب وزیر موصوف نے جلسہ میں خود پڑھ کر سنایا اس کا اردو ترجمہ ذیل میں شائع کیا جارہا ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ماضی میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کئی سال گھانا میں مقیم رہ کر سلسلہ احمدیہ کی خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ حضور نے اپنے اس زمانہ قیام میں تعلیم، زراعت اور اہل گھانا کی اخلاقی تربیت کے ضمن میں گھانا کی جو شاندار خدمات انجام دیں ہز ایکسی لینسی صدر مملکت نے ان کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور حضور کو گھانا تشریف لانے اور ملک کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے:۔

پیغام کے انگریزی متن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

❀ ❀ ❀

بخدمت تقدس مآب حضور والا!

پیغام خیرسگالی

آپ پر سلامتی ہو!

مَیں اپنی اس تحریر کے ذریعہ آپ کی خدمت میں احمدیہ مسلم جماعت کے مقدس بانی کے پانچویں خلیفہ کی حیثیت سے آپ کے اس جلیل القدر منصب پر متمکن ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

آپ کے پیشرو خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وصال کی جانگداز خبر کے بعد روحانی قیادت کی بسہولت منتقلی آپ کی جماعت کے خدائے قادر مطلق کی ہستی پر پختہ ایمان اور جماعتی نظم وضبط کا ایک تابندہ نشان ہے۔

یہ پہلا بین الاقوامی جلسہ سالانہ ہے جو حضور والا کی زیرصدارت منعقد ہو رہا ہے۔ اس سے آپ کی جماعت کی تاریخ میں ایک نئے دور کے آغاز کی نشاندہی ہوتی ہے۔

مَیں نے آنریبل کوبینا طاہر ہیمنڈ (Hon. Kobina Tahir Hammond) سے جو ممبر پارلیمنٹ ہونے کے علاوہ میری حکومت میں نائب وزیر توانائی ہیں اور جو ہیں بھی آپ کی جماعت کے ایک رکن، درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس تاریخی جلسہ سالانہ میں میرے نمائندے کے طور پر شامل ہوں۔

ہم گھانا میں تعریف وتحسین اور شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ اس بےلوث وبےدریغ خدمت کو یاد رکھتے ہیں جو آپ نے تعلیم، زراعت اور اخلاقی تربیت کے شعبوں میں ہمارے عزیز ملک کی کئی سال تک جاری رکھی۔

ہم اس خواہش اور تمنا کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپ کو نوع انسانی کی تاریخ کے موجودہ دور میں دنیا بھر کے کروڑوں احمدی مسلمانوں کی رہنمائی کی اہم ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی توفیق ملے۔

اس موقع پر تقدس مآب حضور والا اور آپ کی جماعت کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب گھانا کے اتحاد، امن، ترقی اور خوشحالی کے لئے آئندہ بھی دعائیں کرتے رہیں۔

مجھے اس بارہ میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کسی مناسب موقع پر آپ اپنی گرانقدر مصروفیات میں سے گھانا تشریف لانے کے لئے کچھ وقت ضرور نکالیں گے۔ گھانا کو ہم آپ کا دوسرا گھر اور وطن سمجھتے ہیں۔ مَیں جلسہ سالانہ کی شاندار کامیابی کا خواہاں ہوں۔

جان اگئیے کم کوفور

(John Agyekum Kufuor)

صدر ریپبلک آف گھانا

❀❀❀❀

گلفورڈ کی طرف سے ممبر پارلیمنٹ سوڈوٹی کے خطاب کا اقتباس

گلفورڈ کی طرف سے ممبر پارلیمنٹ سوڈوٹی نے جو خطاب فرمایا اس کے دوران فرمایا:

جماعت احمدیہ نہ صرف یہ کہ ایک پرامن اور امن پسند جماعت ہے بلکہ یہ جماعت ہسپتالوں کے قیام، کینسر ریسرچ اور بچوں کو تحفظ فراہم کرنے جیسے کاموں میں اپنا کردار ادا کرنے میں بہت فعال اور مستعد ہے۔ یقیناً احمدی نوجوانوں کا رمضان میں بے گھر لوگوں کو خوراک فراہم کرنے کے کام کی ذمہ داری قبول کرنا ہم سب کے لئے بہت عمدہ مثال قائم کرنے کے مترادف ہے۔

برطانیہ عظمیٰ میں بہت کم لوگ اس عظیم کام سے آگاہ ہیں جو Humanity First (سب سے پہلے اور مقدم انسانیت) نامی پروگرام کے تحت اس جماعت نے شروع کر رکھا ہے۔ یہ نہ صرف ان ملکوں میں اس کام کو جاری رکھے ہوئے ہے جن میں احمدیہ جماعتیں قائم ہیں بلکہ ترقی پذیر دنیا کے ان ملکوں میں جہاں امداد اور سہارے کی بے حد ضرورت ہے یہ حسب دستور مصروف کار ہے۔ یہ بہت قابل تعریف بات ہے خیرخواہی پر مبنی یہ خیراتی کام ایمان ویقین اور امن سے محبت کی جڑوں سے پھوٹے ہیں اور یہ ہم سب کے لئے بہت اہم اور بیش قیمت امر ہے۔

❀❀❀❀

ممبر پارلیمنٹ آنریبل ایڈورڈ ڈیوی کا خطاب اور لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر کا پیغام

جلسہ میں ممبر پارلیمنٹ آنریبل ایڈورڈ ڈیوی نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

یہ امر میرے لئے بہت اہم عزت اور امتیازی اعزاز کا موجب ہے کہ مجھے اپنی پارٹی کی نمائندگی کے طور پر جلسہ میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا ہے اور مدعو کیا بھی گیا ہے تقدس مآب حضور والا کی خدمت میں پیش ہوکر جلسہ سے خطاب کرنے کے لئے۔ مَیں لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر رائٹ آنریبل چارلس کینیڈی کا پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں اور وہ پیغام پڑھ کر سناؤں گا۔

اپنے ساتھ میں آنریبل سائمن ہیوز (Hon. Simon Hughes) کی اعلیٰ ترین خواہشات بھی لایا ہوں وہ ماضی میں جماعت احمدیہ جلسہ سے خطاب کر چکے ہیں۔ وہ اور مَیں اپنے حلقہ انتخاب میں جاری کام کی وجہ سے آپ کی جماعت سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ رائل بورو آف کنگسٹن میں ہمیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ چند ایک مسلمان ہماری کونسل میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ اور ہم اس بات پر بہت خوش ہیں کہ گزشتہ سال ان میں سے ایک لالی ملک نامی صاحب رائل بورو آف کنگسٹن اور آپ کی جماعت کے بڑے امتیاز کے ساتھ نمائندگی کرتے ہوئے ڈپٹی میئر کے عہدے پر فائز رہے ہیں۔

برطانوی مسلمانوں کے لئے یہ ایک بڑا کڑا وقت رہا ہے۔ آپ کی جماعت نے انتہا پسندی کی قوتوں کے خلاف رواداری اور میانہ روی کی اہمیت واضح کرنے اور اسے اختیار کرنے کی راہ دکھانے میں رہنمائی کا فرض ادا کیا ہے۔

آپ کی جماعت کے لوگ دوسروں کی فلاح کے لئے جو کام کر رہے ہیں مجھے اس کا پورا پورا احساس ہے جو ذہنی تربیت کے طور پر آپ رہنمائی فرماتے ہیں اسے خدا کی دی ہوئی ہمت اور طاقت کے بل پر جاری رکھیں۔ آپ کے کامیاب مستقبل کے لئے آپ کے ہمراہ میں بھی دعاگو ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے ممبر پارلیمنٹ رائٹ آنریبل چارلس کینیڈی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ پیغام کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

”جلسہ میں شریک ہونے اور حاضرین سے خطاب کرنے کی آپ نے مجھے جو دعوت دی ہے اس پر مَیں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ اس سال مَیں ذاتی طور پر خود حاضر ہو کر آپ کے درمیان موجود رہنے سے قاصر ہوں۔ مَیں تقدس مآب حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں ان کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وہ سب لوگ جو دنیا بھر سے یہاں آکر جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں میں اپنی بہترین تمناؤں کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ سب بہت پرلطف وقت یہاں گزاریں گے اور بہت ہی کامیاب اور فیض رساں جلسہ سے محظوظ ہوں گے۔

(چارلس کینیڈی)

❀❀❀

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
D† rnßnÜE

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی۔ لندن)

ٹانگوں کی رگوں میں خون جم جانا (D. V. T.)

ڈی وی ٹی (D. V. T.) کی بیماری تب پیدا ہوتی ہے جب ٹانگوں کی رگوں میں عموماً گھٹنے سے نیچے کے حصّے میں خون جم جائے۔ یہ رگیں دل کی طرف خون لے جاتی ہیں اور شریانیں دل سے اعضا کی طرف خون لے جاتی ہیں۔ شریانیں رگوں سے بڑی بھی ہوتی ہیں اور زیادہ بھی۔ اس لئے ان میں خون کی رفتار آہستہ اور ہلکی ہوتی ہے۔ رفتار کی کمی کی بنا پر اور بعض اور وجوہات کی بنا پر ان میں خون جمنے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ ٹانگوں میں رگیں دو طرح سے تشکیل ہیں۔ ایک شکل ان کی سامنے نظر آتی ہے۔ یعنی ٹانگوں کو دیکھیں تو رگیں جسم پر پھیلی نظر آتی ہیں۔ کئی لوگوں میں یہ پھول جاتی ہیں اور مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ انہیں Varicose بھی کہا جاتا ہے۔ ان میں خون کا جمنا مریض کے لئے تکلیف کا باعث تو ہوتا ہے لیکن خطرہ کا باعث نہیں ہوتا۔ دوسری شکل رگوں کی وہ ہے جو سامنے نظر نہیں آتیں بلکہ یہ پنڈلیوں کی گہرائی میں ہوتی ہیں اور ٹانگ کے کسی بھی حصہ میں دیکھی نہیں جاسکتی اور نہ ہی محسوس کی جاسکتی ہیں۔ ان میں خون کا جم جانا نہایت خطرناک ہوتا ہے اور مریض کی اچانک موت ہوسکتی ہے۔ اس بیماری کو Deep vein Throm Bosis (D V T) کہتے ہیں۔ عموماً یہ تب ہوتا ہے جب انسان بغیر ورزش یعنی ٹانگوں کے عضلات کو ہلانے کے، زیادہ عرصہ ساکت بیٹھا رہے (کیونکہ ٹانگوں کے عضلات حرکت کرتے رہیں تو خون کو بھی چلاتے رہتے ہیں) خطرہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ رگیں براہ راست دل تک پہنچتی ہیں اور راستے میں کوئی رکاوٹ یا والو (Valve)، یا فلٹر نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس ٹانگوں کی سطح کی رگوں کی راہ میں فلٹر ہوتے ہیں اور جما ہوا خون دل تک کبھی پہنچ نہیں سکتا۔ گہری رگوں کا خون جب جمتا ہے تو خطرہ ہوتا ہے کہ جما ہوا خون یا اس کا ایک ٹکڑا (Clot) ٹوٹ کر دل میں نہ چلا جائے۔ اگر تو یہ چھوٹا ہے تو پھر دل دورانِ خون کے ساتھ اسے پھیپھڑوں میں پھینک دیتا ہے اور وہاں یہ رکاوٹ پیدا کرکے کھانسی، خونی بلغم اور سانس میں گھٹن کی تکلیف پیدا کرتا ہے۔ اگر ٹکڑا (Clot) بڑا ہے تو پھر خطرہ ہے کہ دل میں جا کر یہ پھنس نہ جائے کیونکہ ایسا ہونے سے اچانک موت واقع ہوجاتی ہے۔ چنانچہ خون کو جمنے سے روکنے کے لئے مریضوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی ٹانگوں کو ہلاتے رہیں۔ ہوائی سفر کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر دو تین گھنٹے بعد اٹھ کر ٹانگیں سیدھی کرلیا کریں۔ عام ہدایت ہے کہ خون گاڑھا نہ ہونے دیا جائے اور ر پانی خوب پیا جائے۔ خصوصاً پنڈلیوں پر سخت چیز کا دباؤ دیر تک نہ رہے۔ ہسپتالوں میں بڑے آپریشن کے دوران جو کئی گھنٹے جاری رہتے ہیں، مریض کی ٹانگوں کی خصوصیت سے حفاظت کی جاتی ہے۔ کیونکہ آپریشن کے بعد اس بیماری کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے اپریشن سے پہلے، دوران اور بعد میں خون پتلا کرنے کے انجیکشن لگائے جاتے ہیں۔ پنڈلیوں میں خون جمنے کی علامتیں یہ ہیں کہ ٹانگ سوج جاتی ہے اور پنڈلیوں کو دبانے سے درد اٹھتا ہے۔ کئی دفعہ سوزش بھی ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جمے ہوئے خون کو مزید بڑھنے سے روکا جائے۔ جس کے لئے خون پتلا کرنے کے لئے انجیکشن اور گولیاں دی جاتی ہیں۔ عموماً یہ علاج کم از کم تین ماہ تک جاری رہنا چاہئے۔

❁❁❁

آنتوں کی سوزش اور کمزور ہڈیاں

آنتوں کی سوزش جس سے اکثر پیٹ درد اور اسہال کی شکایت ہوتی ہے اور خون بھی آتا ہے، کئی قسم کی ہیں لیکن جو دو بڑی قسمیں ہیں ان میں السریٹو کولائیٹو (Ulcerative Colitis) اور کرونز کولیٹس (Crohn's Cilitis) شامل ہیں۔ حکومت برطانیہ نے آنتوں کی سوزش کے مریضوں پر ایک تحقیق کروائی جو قریباً اڑھائی لاکھ مریضوں پر مشتمل تھی۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے برعکس ان مریضوں میں جو کہ اپنے علاج کے لئے Steroids بھی استعمال کرتے تھے جسم کے کسی حصہ کی ہڈی ٹوٹنے کی شرح پچاس فیصد زیادہ تھی۔ جسم کی کچھ ہڈیوں کے ٹوٹنے کی شرح تو مقابلۃً بہت ہی زیادہ تھی۔ مثلاً کولہے کی ہڈی کی شرح ۲۷ فیصد زیادہ تھی، ریڑھ کی ہڈی کی شرح ۶۰ فیصد زیادہ تھی۔ یہ اعداد تو اوسطاً بتائے گئے ہیں لیکن بیماری جتنی زیادہ شدید تھی اتنا ہی شرح بھی زیادہ تھی۔

پروفیسر کوپر (Prof.Cooper) جنہوں نے اس تحقیق کو پیش کیا بیان دیتے ہوئے کہا کہ ہڈیوں کی کمزوری کی وجہ صرف Steroid کا لینا نہیں بلکہ بیماری کی اپنی شدت اور اثرات بھی ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ آنتوں کی سوزش سے کچھ ایسے عناصر پیدا ہوتے ہیں جنہیں Cytokines کہا جاتا ہے۔ خیال یہ ہے کہ یہ ہڈیوں پر براہ راست اثر کرتے ہیں اور کیلشیم کو نکال کر ہڈیوں کو کمزور بنادیتے ہیں۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ نکالا جارہا ہے کہ ایسے تمام مریضوں کو جو آنتوں کی سوزش کی بیماری میں مبتلا ہیں کیلشیم کھلانی چاہئے تاکہ ان کی ہڈیاں مضبوط رہیں۔

❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِی نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

بقیہ: حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کا حیرت انگیز اور بے مثل طریق تبلیغ
از صفحہ نمبر ۴

کی کوشش اور تبلیغ کے نتیجہ میں دلّی کے مشہور نابینا۔ مولوی احمد مسیح، اسلام سے تائب ہوکر پادری بن گئے تھے۔

پنجاب میں آتے ہی انہوں نے انگریزی حکومت اور انگریزوں کو یہ پیغام دینا شروع کیا کہ ہندوستان ہمارے سپرد ایک امانت کے طور پر کیا گیا ہے تا خداوند یسوع مسیح کیلئے اسے فتح کرلیا جائے۔ انہوں نے وسیع لیکچروں کا جال پھیلایا اور زندہ نبی اور معصوم نبی وغیرہ کے نام سے خطابات شروع کئے۔

۱۸ مئی ۱۹۰۰ء کو بشپ لیفرائے نے ''معصوم نبی'' کے موضوع پہ لاہور میں ایک تقریر کی اور کہا کہ محمد (ﷺ) کے متعلق قرآن مجید میں لفظ ذَنْب استعمال ہوا ہے۔ جبکہ مسیحؑ واحد معصوم نبی ہیں۔ تقریر کے بعد انہوں نے سوالوں کے لئے موقع دیا۔ تمام مسلمان منہ میں انگلیاں ڈال کے بیٹھے رہے اور کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سرصلیب کے مرید مفتی محمد صادق صاحبؓ اتفاق سے جلسہ میں موجود تھے۔ آپ نے لیفرائے کے ایک ایک اعتراض کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مسیح تو خود کہتے ہیں ''تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا'' (متی باب ۱۹ آیت ۱۷) آپ نے مزید بتایا کہ ذَنْب۔ خطاء، جُرم اور جُناحْ کا ترجمہ گناہ کرنا جہالت ہے ہر لفظ کے الگ الگ معنی ہیں۔ لیفرائے کو اس اچانک حملہ کی توقع نہیں تھی وہ مبہوت رہ گیا اور مسلمانوں نے اس زبردست فتح پر جشن منایا اور کئی دن تک چرچا رہا کہ احمدی جیت گئے۔

بشپ لیفرائے نے اپنی خفت مٹانے کیلئے ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو پھر ''زندہ رسول'' پر لیکچر دینے کا اشتہار دیا۔ اس بار مسلمانوں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کو مقابلہ کی لئے دعوت دی وہ شخص جو قرآن کریم کے سراسر خلاف خود مسیح کو زندہ آسمان پر یقین کرتا ہو وہ بھلا بشپ لیفرائے سے کس طرح ٹکرلے سکتا تھا۔ چنانچہ مولویوں کے ہمیشہ کے ہتھکنڈوں کے مطابق مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سارا زور اس بات پہ صرف کیا کہ کوئی مسلمان بشپ لیفرائے کے جلسہ میں نہ جائے۔ گویا سارا میدان عیسائیوں کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ اس پر دردمند مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ بشپ لیفرائے کے جواب کی اگر کسی کو مقدرت ہے تو وہ صرف بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہیں۔ یہ مولوی تو سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے اپنی ایسی کارروائیوں اور حرکتوں سے اسلام کو رسوا اور بدنام کریں گے۔ چنانچہ اس تحریک پہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ۲۴ مئی ۱۹۰۰ء کو قادیان پہنچے اور سارا ماجرا عرض خدمت کیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اس وقت شدید بیماری کے حملہ سے نڈھال تھے لیکن نبی پاکؐ کی عزت وجلال کی خاطر آپ نے اسی وقت قلم پکڑا اور زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق دو اشتہار مع انگریزی ترجمہ رقم فرمائے۔ آپ نے فرمایا مسیح ناصریؑ اپنی طبعی زندگی پاکر فوت ہو چکے ہیں اب زندہ نبی صرف اور صرف ہمارے سید و مولا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ آپؐ کی روحانی تاثیرات اور برکات کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور ''خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے''۔ یہ دونوں اشتہار اور ان کا انگریزی ترجمہ قادیان میں راتوں رات چھاپ کر حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ علی الصبح ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو لاہور بھجوائے گئے اور بشپ لیفرائے کے لیکچر کے بعد سامعین میں تقسیم کردئے گئے۔ بشپ لیفرائے کے اشتہار کے مطابق لیفرائے نے رنگ محل لاہور میں زندہ رسول کے عنوان پر تقریر کی۔ حاضرین کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی۔ اس کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کھڑے ہوئے اور آپ نے بڑے جوش اور جلال کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہارات کا مضمون پرشوکت آواز میں پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون میں الٰہی تاثیر یہ تھی کہ بشپ لیفرائے نے جو جو اعتراض ہمارے سید و مولیٰ ﷺ اور اسلام پر کئے تھے باوجود اس کے کہ یہ مضمون ایک روز پہلے لکھا گیا تھا ایک ایک اعتراض کا ایسا مسکت اور دندان شکن دیا گیا تھا کہ بشپ لیفرائے تو مبہوت اور دہشت زدہ تھا ہی سامعین بھی انگشت بدنداں ہوگئے کہ حضرت مرزا صاحب نے کس غیبی طاقت سے علم پاکر ایک ایک اعتراض کو پارہ پارہ کیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کا سکہ بیٹھ گیا۔ بشپ نے ان اشتہاروں کے مضمون کے بارہ میں صرف یہی اقرار کرنے کی خیر منائی کہ ان اشتہاروں میں جو نکات بیان کئے گئے ہیں وہ بشپ کے علم میں پہلی بار آئے ہیں۔ وہ ان کے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ان اشتہاروں کے ذریعہ بشپ لیفرائے کو دعوت مقابلہ دی۔ اس کی خاموشی پر ۸ جون ۱۹۰۰ء کو پھر اسے دعوت مبازرت دی گئی۔ انڈین ڈیلی ٹیلیگراف بابت ۱۹ جون ۱۹۰۰ء نے بشپ لیفرائے کو جھنجوڑا کہ وہ میدان میں نکلے لیکن انہوں نے بھونڈے اعتراض اٹھا کر صاف انکار کردیا۔

❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

جلسہ سالانہ جرمنی 2003 کے مختلف قابل دید مناظر

2

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عرب جلسہ گاہ میں

3

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ 2003 میں

4

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نومبائعین کی جلسہ گاہ میں

15

ایک افریقی احمدی اپنے آقا سے ملاقات کرتے ہوئے

10

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفینِ نو سے ملاقات فرما رہے ہیں

1

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

12

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عبدالسلام صاحب کو شرف ملاقات عطا فرما رہے ہیں

9

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کرسی صدارت پر رونق افروز ہیں

13

خدام و اطفال اپنے آقا کے ساتھ

7

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا الوداعی سلام، بمقام بیت السبوح

11

مہمانانِ کرام برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2003

8

ڈاکٹر پیٹر کورس صاحب نے محترم امیر صاحب جرمنی کو شہر من ہائم کی ایک تصویر تحفۃً پیش کر رہے ہیں

6

جلسہ گاہ 2003 میں شرکاء خطاب سنتے ہوئے

5

عرب جلسہ گاہ کا ایک منظر

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

”الفضل ڈائجسٹ“ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خبیب بن عدیؓ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۳۰؍اپریل ۲۰۰۳ء میں حضرت خبیب بن عدیؓ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت خبیبؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے تھا اور آپؓ نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔ غزوہ بدر میں مجاہدین کے اسباب کی نگرانی آپ کے سپرد تھی۔ جنگ احد کے بعد آپ بھی دس صحابہؓ کی اُس پارٹی میں شامل تھے جسے آنحضور ﷺ نے خفیہ طور پر مکہ کے قریب جاکر قریش کی کارروائیاں اور حالات دریافت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس پارٹی کا بنولحیان کے دو سو تیر اندازوں سے مقابلہ ہوگیا۔ چنانچہ سات صحابہؓ شہید ہوگئے اور تین کو قید کرلیا گیا جن میں حضرت خبیبؓ بھی شامل تھے۔

حضرت خبیبؓ کو مکہ لاکر قریش کے پاس بیچ دیا گیا۔ ایک کافر حارث بن عامر بن نوفل کو آپؓ نے غزوہ بدر میں قتل کیا تھا جس کے لڑکوں نے بدلہ لینے کے لئے آپؓ کو خرید لیا۔ قید کے دوران آپؓ نے اپنی ضرورت کے لئے ایک روز حارث کی بیٹی سے استرا مانگا جو اُس نے دیدیا۔ جب استرا آپؓ کے ہاتھ میں تھا تو اُس لڑکی کا ایک خوردسالہ بچہ کھیلتا ہوا آپؓ کے پاس آگیا جسے آپؓ نے اپنی ران پر بٹھالیا۔ جب بچہ کی ماں نے یہ نظارہ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہوگئی لیکن آپؓ نے اُسے تسلّی دی کہ یہ مت سوچو کہ مَیں بچے کو قتل کردوں گا۔

حارث کی بیٹی ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مَیں نے خبیب سا اچھا قیدی کوئی نہیں دیکھا۔ وہ یہ بھی کہتی تھی کہ اُس نے خبیبؓ کے ہاتھ میں ایک بار انگوروں کا خوشہ دیکھا تھا حالانکہ مکہ میں انگوروں کا نام و نشان نہیں تھا اور خبیبؓ آہنی زنجیروں میں قید تھے۔ حارث کی بیٹی نے آپؓ سے ایک بار کہا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتادینا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میرا صرف تین باتوں میں خیال رکھنا: مجھے میٹھا پانی پلانا، مجھے بتوں کے نام پر کی گئی قربانی نہ کھلانا اور جب مجھے قتل کرنے لگیں تو مجھے اطلاع کردینا۔

جب حرمت والے مہینے گزر گئے تو حضرت خبیبؓ کو کفار نے مصلوب کرنے کا پروگرام بنایا۔ آپؓ اپنی شہادت گاہ پر پہنچے تو کفار سے دو نفل پڑھنے کی مہلت مانگی۔ اجازت ملنے پر آپؓ نے نفل ادا کئے اور کفار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل نماز کو لمبا کرنے کو چاہتا تھا لیکن مجھے خیال آیا کہ تم یہ نہ سمجھ لو کہ مَیں موت کو پیچھے ڈالنے کے لئے نماز کو لمبا کر رہا ہوں۔ پھر آپؓ نے دعا کی: اے ہمارے ربّ! ہم نے تیرے رسول کا پیغام پہنچادیا، پس تُو آنحضرت ﷺ کو ہمارے حالات سے آگاہ کردے۔ اے اللہ! ان کفار کو شمار کرلے اور انہیں گن گن کر قتل کرا اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

جب کفار آپؓ کو قتل کرنے لگے تو آپؓ نے یہ کہتے ہوئے اپنی جان راہ خدا میں نچھاور کردی: ”جبکہ مَیں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے یہ پروا نہیں ہے کہ مَیں کس پہلو پر قتل ہوکر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے، اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔

آپؓ کے قاتلوں میں ایک شخص سعید بن عامر بھی تھا جو بعد میں مسلمان ہوگیا۔ اُس کا یہ حال تھا کہ جب بھی اُسے حضرت خبیبؓ کی شہادت کا واقعہ یاد آتا تو غشی کی حالت اُس پر طاری ہوجاتی۔

......❁......❁......❁......

بغداد

اسلامی حکومت کے پانچ سو سال تک مرکز رہنے والے شہر بغداد سے متعلق ایک تفصیلی مضمون مکرم محمد زکریا ورک صاحب کے قلم سے روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۶ و ۱۷؍اپریل ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت ہے۔

زمانہ قدیم میں عراق کو میسوپوٹیمیا کہا جاتا تھا اور دریائے دجلہ و فرات کے درمیانی علاقہ کو Fertile Crecsent۔ چونکہ انسانی تہذیب نے یہاں جنم لیا اس لئے اس کو Cradle of Civilization بھی کہا جاتا ہے۔ ۴ ہزار قبل مسیح میں یہاں بسنے والی سومیرین قوم کے لوگوں نے لکھنا شروع کیا اور پہیہ بھی ایجاد کیا۔ اسی قوم کے شہروں Uruk اور Erech کا ذکر بائبل میں آیا ہے۔ یہیں بابل شہر آباد ہوا اور یہیں اُر (Ur) شہر تھا جس میں حضرت ابراہیمؑ رہا کرتے تھے۔ سکندر اعظم نے بھی بغداد سے بیس میل دور ایک شہر بسایا تھا۔ دجلہ کے مشرقی کنارہ پر میدائین بھی تھا جو ایران کی ساسانی حکومت کا دارالخلافہ تھا۔ بغداد کی بنیاد عباسی خلیفہ المنصور نے ۷۶۲ء میں رکھی۔ شہر دائرہ کی شکل کا تھا اس کے گرد ۸۰؍فٹ اونچی اور ۴۰؍فٹ چوڑی فصیل تھی جس میں چار دروازے تھے۔ چار سال میں شہر کی تعمیر پر پانچ لاکھ دینار خرچ ہوئے۔ شہر کا سرکاری نام دارالسلام تھا لیکن گول شہر مشہور ہوا جبکہ شعراء نے اسے الزوراء بھی لکھا۔ یہ شہر ۷۵۰ء سے ۱۲۵۸ء تک مسلمانوں اور دنیا کی نگاہوں کا مرکز رہا۔ ۳۷ عباسی خلفاء نے یہاں خلافت کی۔

ایران کے قریب ہونے کی وجہ سے ایرانی فیشن جلد ہی یہاں رائج ہوا۔ بہت سی معاشی اور سیاسی تبدیلیوں کے باوجود دو چیزیں مستقل موجود رہیں۔ ایک مذہب اسلام اور دوسری عربی زبان۔

بغداد کا روشن ترین خلیفہ ہارون الرشید ۷۸۶ء سے ۸۰۶ء تک مسند خلافت پر بیٹھا اور سیاسی شہرت کے ساتھ اقتصادی خوشحالی اور علمی کارناموں کے ذریعہ عزت کمائی۔ اُس نے فرانس کے بادشاہ شارلیمان کو ایک (واٹر) گھڑی تحفۃً بھجوائی تھی جو یورپ میں آنے والی پہلی گھڑی تھی۔ ہارون کی وفات پر بیت المال میں ۹۹۰ ملین دینار موجود تھے۔ سکنڈے نیویا میں عباسی دور کے سکے برآمد ہوئے ہیں جس کا مطلب ہے کہ عرب تاجر اس قدر دُور کا سفر کرتے تھے اور یہ کہ دینار کو بین الاقوامی کرنسی کا درجہ حاصل تھا۔

المنصور نے آٹھویں صدی میں لاطینی، سنسکرت، فارسی اور سریانی زبانوں کا علم عربی میں ترجمہ کروانے کا کام شروع کروایا تھا جو مامون کے دور میں اختتام کو پہنچا۔ پھر ان تراجم کی نقول ہوئیں۔ یورپ میں یہ کام بارھویں صدی میں شروع ہوا جب بغداد سے یہ علمی ذخیرہ اسلامی سپین میں منتقل ہوا۔ ریاضی، اسٹرانومی کے علاوہ کئی علوم ہندوستان سے عربوں کے ذریعہ یورپ پہنچے۔ صفر کا ہندسہ عربوں نے ایجاد کیا۔ شطرنج بھی ہندوستان سے ایران کے راستہ عربوں میں پہنچی اور وہاں سے یورپ آئی۔ تراجم کے لئے مامون نے ۸۳۰ء میں ایک اکیڈمی بیت الحکمۃ کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں سائنسی تحقیق کا جدید مرکز بن گئی۔ یہاں ایک رصدگاہ بھی قائم تھی۔ ہر قوم اور مذہب کے سائنسدان یہاں آتے۔ مامون کی وفات ۸۳۳ء کے بعد اُس کے بیٹے المعتصم کے دور میں اکیڈمی پر زوال آگیا تاہم اُس کے بیٹے المتوکل نے خطیر رقم صرف کرکے اکیڈمی کو دوبارہ جاری کیا۔ اُس کے دور تک ترجمہ شدہ کتب کی تعداد سینکڑوں میں پہنچ چکی تھی اور درجنوں نئی تحقیقی کتب لکھی گئی تھیں۔ اگرچہ یہ دور یورپ میں جہالت کا دَور تھا۔

بارھویں صدی میں یورپ میں عربوں کے علوم کی بنیاد پر تحقیق اور سائنس کا جو دَور شروع ہوا وہ پندرھویں صدی تک قریباً سارے یورپ کو منور کرگیا۔ عربی سے علمی کتب کا یورپین زبانوں میں ترجمہ ہوا تو بھی کئی عربی کتب گزشتہ صدی تک یورپین چھاپہ خانوں میں شائع ہوتی رہیں۔

دوسری طرف بغداد کی خوشحالی سے حسد کرتے ہوئے جنگجو قوموں نے بغداد پر حملے کرنے شروع کردیئے اور ۱۲۱۸ء میں چنگیز خان نے اور ۱۲۵۶ء میں ہلاکو خان نے حملہ کرکے شہر کو خس و خاشاک کردیا۔ ۱۰؍فروری ۱۲۵۸ء کو بغداد نے ہتھیار ڈالے تو شہر بھر کے کتب خانوں کو جلاکر راکھ کردیا گیا اور بچ جانے والی کتابوں کو دجلہ میں بہادیا گیا۔ ۱۴۰۱ء میں تیمورلنگ نے بھی حملہ کرکے باقی کسر نکال دی۔

سلطنت عثمانیہ کے زیراثر عراق تین صوبوں میں تقسیم تھا اور بغداد ایک صوبہ کا دارالحکومت تھا۔ ۱۹۲۱ء میں فیصل ابن شاہ حسین نے اس کو اپنا صدر مقام مقرر کیا لیکن ۱۹۵۸ء میں بادشاہت ختم کرکے عراق کو ریپبلک بنادیا گیا۔

......❁......❁......❁......

اصحاب احمدؑ اور قبولیت دعا

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۴ اور ۲۵؍اپریل ۲۰۰۳ء کے دو مختلف مضامین (مرتبہ: مکرم شکیل ناصر صاحب اور مکرم عطاءالوحید باجوہ صاحب) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اصحاب کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات پیش کئے گئے ہیں۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار مَیں دعوت الی اللہ کے لئے سفر پر تھا کہ میرا لڑکا مبشر احمد بعمر چار پانچ سال بخار میں مبتلا ہوگیا اور بخار کو آتے ہوئے ۲۹؍روز گزر گئے تو آنکھیں متورم ہوکر پیپ پڑگئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کردیا۔ دفتر نے بذریعہ تار مجھے اطلاع دی تو مَیں قادیان آیا۔ بچہ کی حالت دیکھی تو بہت بے چین ہوا اور فوراً وضو کرکے ایک عریضہ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا اور خود ایک کوٹھڑی میں دروازہ بند کرکے دعا میں مصروف ہوگیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے اضطراری حالت میسر آگئی اور محسوس ہونے لگا کہ دعا قبول ہوگئی ہے۔ آدھ پون گھنٹہ بعد باہر نکل کر بچہ کو دیکھا تو اُس کا بخار اُترا ہوا تھا۔ معمولی سی دوائی کے استعمال سے چند دنوں میں بچہ کی آنکھیں بھی صاف ہوگئیں۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ جن دنوں مَیں لاہور میں ٹھہرا ہوا تھا تو میاں فیروزالدین صاحب احمدی سخت پریشانیوں میں مبتلا ہوگئے۔ اُن کی ہمشیرہ نے خواب میں دیکھا کہ اگر وہ مجھ سے دعا کرائیں تو جملہ مصائب خدا تعالیٰ کے فضل سے دُور ہوجائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے دعا کی تحریک کی۔ مَیں نے وعدہ کیا کہ جب دعا کا کوئی خاص موقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر آئے گا تو مَیں انشاءاللہ دعا کروں

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۰؍مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم محمد طاہر ندیم صاحب کی ایک نظم ”پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی زبانی“ سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

لمحہ لمحہ شمار کرتے رہے
ہم ترا انتظار کرتے رہے
کاش جانو کہ ہم تمہارے بنا
کیسے لیل و نہار کرتے رہے
تُو نے آغوش میں پناہیں دیں
جب عدو ہم پہ وار کرتے رہے
تیرے جانے سے ہم نے جانا ہے
تم ہمیں کتنا پیار کرتے رہے

گا۔ ایک دفعہ اُن کے واسطے مجھے دعا کی خاص تحریک ہوئی تو پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ اُن کی بیوی بعارضہ جنون بیمار ہے، مالی پریشانیاں ہیں اور اولاد نرینہ کے لئے دعا کریں۔ مَیں نے دعا کی اور قلبی تحریک کی بناء پر اطلاع دیدی کہ تینوں مقاصد اللہ تعالیٰ پورا فرمادے گا چنانچہ اُن کی بیوی کی بیماری ہفتہ عشرہ میں دُور ہوگئی، بیکاری بھی اتنے ہی عرصہ میں جاتی رہی اور ایک سال کے اندر اللہ تعالیٰ نے لڑکا عبدالحمید بھی دیدیا جو کہ اب صاحب اولاد ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ منشی اللہ دتہ صاحب سیکرٹری جماعت موضع پریم کوٹ کی شادی کو تیس سال ہوچکے تھے لیکن کوئی اولاد نہ تھی۔ مَیں نے اُن کو کہا کہ دوسری شادی کرلیں۔ بعض دوستوں نے کہا کہ وہ تو بوڑھے ہوچکے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضرت زکریاؑ کو بڑھاپے کی حالت میں حضرت یحییٰؑ جیسا فرزند مل گیا، پھر خدا تعالیٰ سے نااُمیدی کیوں؟ چنانچہ مَیں نے اُن سے شادی کے لئے اصرار کیا۔ وہ کہنے لگے کہ اس عمر میں رشتہ کون دے گا۔ مَیں نے کہا کہ آپ عزم کرلیں، اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمادے گا۔ چنانچہ ۱۹۴۳ء کے جلسہ سالانہ پر وہ قادیان آئے تو مجھے ملے۔ اُن کے ساتھ اُن کی جوان بیوی اور ایک خوبصورت بچہ بھی تھا۔ اس کے بعد خدا کے فضل سے اَور بھی اولاد ہوئی۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میری کتاب ''حیات بقاپوری'' کا انگریزی ترجمہ مکرم ماسٹر محمد علی صاحب نے کیا تو بعض نے رائے دی کہ اس پر نظر ثانی مکرم پروفیسر اخوند عبدالقادر صاحب سے کروالوں تو بہتر ہے۔ اتفاق سے اُسی شام پروفیسر صاحب میرے مکان پر آئے اور فرمایا کہ میرے بیٹے نے بی۔اے کا امتحان دینا ہے، اُس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کریں۔ مَیں نے جان لیا کہ یہ تقریب اللہ تعالیٰ نے میری کتاب کی نظر ثانی کے لئے پیدا فرمائی ہے اور وہ لڑکے کو بھی کامیاب فرمائے گا۔ مَیں نے اُن سے دعا کا وعدہ کیا اور کہا کہ میرا بھی ایک کام ہے۔ دو دن بعد آئیں۔ چنانچہ دو دن بعد وہ آئے تو مَیں نے اللہ تعالیٰ کی اطلاع اُنہیں دی کہ لڑکا اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوجائے گا۔ وہ خوشی سے میری کتاب لے گئے اور نظر ثانی کردی۔ بعد میں اُن کا لڑکا بھی شاندار نمبر لے کر اوّل آیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ نیروبی سے عزیز قاضی لئیق احمد کا امتحان میں کامیابی کے لئے خط آیا تو مَیں نے دعا کے بعد خوشخبری لکھ دی کہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوگا۔ نتیجہ کے بعد اُس کا خط ملا کہ اُس نے دو سال کا کورس ایک سال میں کیا تھا اور امتحان کے دوران انفلوئنزا کی وجہ سے بیمار بھی رہا لیکن خوشخبری کے مطابق امتحان میں کامیاب ہوگیا۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک صبح مَیں مکرم ظہور احمد صاحب باجوہ کے مکان پر گیا تو وہاں چودھری حمید اللہ خانصاحب نے دعا کی درخواست کی کہ انہوں نے L.L.B کا امتحان دیا ہے۔ مَیں نے دعا کی تو القاء ہوا کہ ''اگر وہ تمہارے مکان پر آجائے تو کامیاب ہوگیا''۔ یہ اطلاع انہیں بھجوائی گئی تو وہ دو تین دفعہ میرے مکان پر آئے۔ جب نتیجہ نکلا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہے۔

مکرم حافظ عبدالرحمٰن بٹالوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب یونیورسٹی کے امتحان شروع ہوتے تو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بلاناغہ صبح کے وقت تشریف لاتے اور لڑکوں کی معیت میں دعا کر کے اُنہیں ہال میں داخل کرتے۔ ایک روز بعد میں مَیں نے عرض کیا کہ میری بیٹی نے بھی F.A. فلاسفی کا امتحان دینا ہے، دعا کریں۔ آپؓ کچھ جواب دیئے بغیر میرے ساتھ ہولئے اور ہائی سکول کے برآمدہ میں پہنچ کر خاص رقّت کے ساتھ لمبی دعا کی اور فرمایا کہ بچی کامیاب ہوجائے گی۔ چنانچہ وہ ضلع گورداسپور میں اوّل آئی۔

مکرم عبدالمجید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میٹرک کا امتحان دینے سے قبل مَیں ایسی ذہنی پریشانیوں میں مبتلا تھا کہ ہمت جواب دے رہی تھی۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو میرے حالات کا علم تھا۔ آپؓ کے ہمت دلانے پر مَیں نے لیٹ فیس کے ساتھ داخلہ بھیج دیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ پہلا پرچہ ہوجائے تو مجھے بتانا اور یہ کہ کسی فکر کے بغیر امتحان دیتے جاؤ۔ جب پہلا پرچہ ہوا تو مَیں نے نہایت مایوسی کے لہجہ میں جاکر بتایا کہ صرف دو چار نمبر کا پرچہ کرسکا ہوں۔ آپؓ مسکرائے اور فرمایا کہ مَیں نے تمہارے لئے خاص دعا کی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ ''مجید کو کہو کہ پرچوں پر رول نمبر تو لکھ آئے، باقی ذمہ داری ہم لے لیں گے''۔ نیز فرمایا کہ جب تک نتیجہ نہ نکلے اس بات کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے تمام پرچے نہایت ہی خراب ہوئے اور کسی میں بھی کامیابی کی امید نہیں تھی لیکن جب نتیجہ نکلا تو مَیں ۴۴۴ نمبر لے کر سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب تھا۔

حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھری نومسلم فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء میں F.A. کا امتحان دینے کا ارادہ کیا تو چھ ماہ میں نصاب کی بعض کتب کی تیاری کرلی لیکن نواحمدی ہونے کی وجہ سے اور عربی کا کوئی استاد نہ ہونے کی وجہ سے بہت مشکل تھی۔ مَیں نے گریہ وزاری سے دعا کی کہ مجھے پرچہ خواب میں دکھادے۔ چنانچہ مجھے پرچہ دکھادیا گیا جو مَیں نے ازبر کرلیا اور صبح اُٹھ کر بعض دوستوں کو بھی بتادیا۔ امتحان کے بعد پھر کامیابی کی دعا کرنے لگا تو آواز آئی: ''محمد خان افضل خاں نتیجہ امتحان''۔ پھر دوسری مرتبہ الہام ہوا: ''سبع معلقه''۔ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ سے ان الہامات کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ''تم پاس ہوجاؤ گے مگر زیر تجویز رہ کر پاس ہوگے......''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مَیں زیر تجویز رہ کر پاس ہوا۔

حضرت چودھری باغ دین صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲؍مئی ۲۰۰۳ء میں حضرت چودھری باغ دین صاحبؓ کا مختصر ذکر خیر ''تاریخ احمدیت'' کی جلد ۱۸ سے منقول ہے۔

آپؓ کا آبائی وطن کتھووالی ضلع سیالکوٹ تھا اور آپ چند دوستوں کے ساتھ مولوی ابو محمد عبداللہ صاحب آف کھیوہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس مجلس میں حضرت مسیح موعودؑ کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ حضرت خلیفہ سراج دین صاحبؓ آف کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ بھی اسی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ ۱۸۹۵ء میں وہ ایک ذاتی کام سے امرتسر گئے تو بغیر کسی ارادہ کے قادیان بھی چلے گئے لیکن وہاں دل کی تسلّی ہوجانے پر بیعت کرکے واپس پہنچے اور مولوی صاحب کی مجلس میں اپنی بیعت اور حضور علیہ السلام کے دعاوی کی صداقت کا ذکر کیا۔ کچھ دن بحث ہوتی رہی اور آخرکار ان سب افراد نے خط کے ذریعہ بیعت کرلی۔ حضرت چودھری باغ دین صاحبؓ نے ۱۸۹۸ء میں قادیان جاکر دستی بیعت کی سعادت بھی حاصل کی۔ بعد میں آپؓ کی دعوت الی اللہ سے دوستوں اور رشتہ داروں کی کثیر تعداد احمدیت میں داخل ہوگئی۔ آپؓ ساری زندگی ایک پُرجوش داعی الی اللہ رہے۔

آپؓ اپنی جماعت میں لمبا عرصہ تک صدر اور سیکرٹری مال کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ تحریک جدید کے دفتر اوّل کے مجاہد تھے۔ بہت معاملہ فہم، مدبر اور منکسر المزاج تھے۔ چودھراہٹ کا خمار بالکل نہیں تھا بلکہ ہمیشہ غرباء کی دستگیری کے لئے تیار رہتے۔ ایک حقیقی احمدی کا عملی نمونہ پیش کرنے والوں میں شمار کئے جانے کے قابل تھے۔ خلافت احمدیہ سے عشق رکھتے تھے۔ ۱۰؍جنوری ۱۹۵۵ء کو آپؓ نے وفات پائی۔

پنجاب میں نعت گوئی کے پیش رَو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۸؍مئی ۲۰۰۳ء میں مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب اپنے مضمون میں ایک انعام یافتہ کتاب کتاب ''تذکرہ نعت گویان اردو'' (از پروفیسر محمد یونس شاہ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اردو نعت گوئی کا اوّلین اعزاز حیدر آباد دکن کے سلطان محمد قلی قطب شاہ (وفات ۱۶۱۱ء) کو حاصل تھا لیکن پنجاب میں اس کے پیش رَو حضرت مولوی فیروز الدین فیروز صاحبؓ ڈسکوی اور حضرت مولوی ہدایت اللہ صاحبؓ لاہوری تھے۔

حضرت مولوی فیروزالدین صاحب فیروزؓ کا وصال مارچ ۱۹۰۷ء میں ہوا اور اخبار بدر ۱۳؍جون ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں آپؓ کی شاندار علمی خدمات اور احمدیت سے تعلق و ارادت پر اداریہ تحریر کیا گیا۔ ''پنجابی ادب کی مختصر تاریخ'' (از احمد حسین قریشی) کے مطابق مولوی صاحبؓ ۱۸۶۴ء میں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد مولوی امام الدین قریشی صاحب بڑے نیک اور دیندار صاحب علم بزرگ تھے۔ عربی، اردو اور فارسی زبانوں کی تکمیل اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپؓ فارسی کے معلّم مقرر ہوئے۔ والد کی تربیت کا اثر تھا کہ اپنی شاعری کو دین کی ترویج اور اخلاق کی اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ آپؓ پنجابی زبان کے بھی بہترین شاعر تھے اور پنجابی میں آپؓ نے عالمانہ شان کی حامل ایک منظوم تفسیر بھی لکھی ہے جو شائع شدہ ہے۔ اردو میں لغات فیروزی کے علاوہ فارسی اور عربی میں بھی لغات لکھی ہیں جو آج بھی اپنی افادیت کے اعتبار سے مشہور ہیں۔

آپؓ کی نعتیہ شاعری کی خصوصیت سادگی اور خلوص ہے۔ آپؓ بعض اوقات گھنٹوں فکرِ شعر میں غرق رہتے تھے۔ آپؓ نے ایک جیبی سائز مجموعہ نعت بھی مرتب کیا تھا جس میں مشہور نعت گو شعراء کا کلام شامل کیا۔ آپؓ کی ایک نعت سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کس منہ سے بیان ہو شان عظمت تیری
افلاک کو خم کئے ہے رفعت تیری
ممکن ہی نہیں ہے نعت احمدؐ فیروز
کتنی ہو فصاحت و بلاغت تیری

اردو، فارسی اور پنجابی کے مشہور شاعر حضرت مولوی مرزا ہدایت اللہ صاحبؓ لاہور کے رہنے والے تھے۔ ۲۶؍جولائی ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے، ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۲؍جنوری ۱۹۲۹ء کو وفات پائی۔ پنجابی زبان کی تصنیفات کے علاوہ اردو میں آپؓ کی بعض نعتیں بڑے کمال کی ہیں۔ ان میں سے ایک طویل نظم کے ۳۱ بند ہیں۔ یہ مسدّس میں ہے اور آنحضورﷺ کی حیات مبارکہ پر اختصار سے روشنی ڈالتی ہے۔ اس میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

موّاج بحرِ قلزمِ رحمت وہ کون ہے
خوشبو گل حدیقۂ وحدت وہ کون ہے
بعد از خدا برفعت و عظمت وہ کون ہے
حیراں ہے عقل باعثِ خلقت وہ کون ہے
قدوسیو! یہ صلِ علیٰ کا مقام ہے
سید محمد عربی اُس کا نام ہے

محبوب کبریا کا سراپا مَیں کیا لکھوں؟
لکھوں اگر مَیں نورِ مجسم، بجا لکھوں
زیبا ہے سر کو مخزن سرّ خدا لکھوں
حق بیں لکھوں مَیں چشم کو یا حق نما لکھوں
آغوش میں خدا کی عنایت نے پالا تھا
صانع نے اپنے سانچۂ قدرت میں ڈھالا تھا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۲؍مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

منبع علم و عمل اور پیکر صدق و صفا
ذات پر تیری رہا ہر آن فیضان خدا
آشنا رمزِ حقیقت سے کیا تُو نے ہمیں
گامزن راہ وفا پر کر دیا تُو نے ہمیں
حسن عالمتاب تیرا جلوہ گر ہے آج بھی
یاد تیری ہمدم شام و سحر ہے آج بھی
میرے طاہر کفر سے تُو برسر پیکار تھا
تیرا دم اعدائے ملّت کے لئے تلوار تھا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 Friday, October 03, 2003 Issue No. 40

مغربی یورپ میں تعمیر ہونے والی سب سے بڑی مسجد

’مسجد بیت الفتوح‘ کا افتتاح ۳/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک ہوگا

مسجد اور اس سے ملحقہ ایریا میں دس ہزار افراد نماز ادا کرسکیں گے

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کے ساتھ مسجد کا ا فتتاح فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے تعمیر ہونے والی نہایت خوبصورت اور عظیم الشان مسجد ’’مسجد بیت الفتوح‘‘ کا افتتاح جمعۃ المبارک، ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز جمعہ سے فرمائیں گے۔ انشاءاللہ۔

انگلستان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر ہونے والی سب سے پہلی مسجد ’’مسجد فضل لندن‘‘ ہے جو احمدی مستورات کی مالی قربانیوں سے تعمیر ہوئی تھی اور لندن مسجد کے نام سے بھی معروف ہے۔ اس مسجد کی بنیاد ۱۹۲۴ء میں رکھی گئی تھی اور دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی تھی۔

مسجد بیت الفتوح کے لئے تحریک سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی۔ چنانچہ برطانیہ اور دنیا بھر کے احمدیوں نے اس کی تعمیر کے لئے بڑھ چڑھ کر مالی قربانی پیش کی۔ اس مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر ۳/اکتوبر کو اس کا افتتاح عمل میں آئے گا۔

مسجد بیت الفتوح 181 London Road Morden (Surrey) کے علاقہ میں 5.2 ایکڑ کے پلاٹ پر تعمیر ہوئی ہے۔

یہ مسجد نہ صرف برطانیہ بلکہ تمام مغربی یورپ میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ مسجد کے اندر قریباً ساڑھے تین ہزار نمازیوں کے لئے گنجائش ہے جبکہ اس کے ساتھ ملحقہ ایریا کو شامل کیا جائے تو قریباً دس ہزار افراد اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر کا خدا تعالیٰ کے فضل سے پریس میں خوب چرچا ہے اور وہ اس میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔

مسجد کی افتتاحی تقریب میں برطانیہ اور یورپ کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک سے نمائندگان شامل ہوں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ دس ہزار سے زائد افراد اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے کی سعادت پائیں گے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام دنیا میں براہ راست نشر کیا جائے گا۔ اور یوں دنیا بھر کے احمدی اس مبارک تقریب میں شامل ہوسکیں گے۔

احباب جماعت عالمگیر سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو ہر لحاظ سے بے حد بابرکت فرمائے اور ہمیشہ اپنے سچے، مخلص، موحد عبادت گزار بندوں سے آباد رکھے اور نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات کو پھیلانے کا مرکز بنائے۔ آمین

خدا نے ہے خضرِ رہ بنایا ہمیں طریق محمدیؐ کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں ان کو صنم سے لا کر ملائیں گے ہم
مٹا کے کفر و ضلال وبدعت کریں گے آثار دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائیں گے ہم
وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز، ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم
پھر اس کے مینار پر سے دنیا کو حق کی جانب بلائیں گے ہم
کلامِ ربِّ رحیم و رحماں ببانگِ بالا سنائیں گے ہم

(کلام محمود)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نویں شرط بیعت یہ بیان کی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور اپنی استعدادوں اور طاقتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔

حضور انور نے فرمایا دینی تعلیم ایسی مکمل ہے جس میں ہر پہلو پر روشنی دالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس پاکیزہ تعلیم کو اپنے او پر لاگو کریں خاص طور پر ہم لوگ جو امام الزمان کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کی طرف توجہ دلائی وہاں حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی حکم دیا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں، ہمسایوں اور غیر رشتہ دار ہمسایوں، یتیموں، اسیروں، مسکینوں، مسافروں اور غرباء کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس تعلیم پر عمل کر کے حقیقی دینی معاشرہ قائم ہوگا۔ اور ان کے ساتھ سلوک محض للہ کرنا ہے اور احسان کا سلوک کرنا ہے جس کے بدلہ کی خواہش پیدا نہ ہو۔ اللہ کا پیار حاصل کرنے کے لئے اس کی رضا کے حصول کے لئے ہمدردی کرنی ہے۔ غرباء کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کو تحائف دیتے ہوئے ان کی عزت نفس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ کو وہ شخص پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: ملے تو سلام کہے، چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہے، بیمار ہو تو عیادت کرے، بلائے تو جواب دے، جنازہ میں شریک ہو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو بغض نہ کرو، سودے پر سودا نہ کرو، عیوب کی پردہ پوشی کرو، اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہر شخص تم میں سے دوسروں سے ہمدردی اور نیکی کا سلوک کرے۔ بنی نوع انسان سے بلا امتیاز مذہب نیکی اور ہمدردی کرو۔ نوع انسان سے شفقت و ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جماعتی سطح پر ہمیں دنیا بھر میں خدمت خلق کی توفیق مل رہی ہے۔ میں دنیا کے تمام احمدی ڈاکٹرز، وکیلوں، ٹیچرز اور دوسرے پیشہ ور احباب سے تحریک کرتا ہوں کہ ضرورت مندوں کی خدمت کریں اس کے نتیجہ میں اللہ آپ کے اموال اور اخلاص میں برکت ڈالے گا۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ میں جلسہ سالانہ جرمنی کے کارکنان کے لئے کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔ تمام کارکنان نے جوش جذبے سے مہمانوں کی خدمت کی ہے۔ وہاں لجنہ کی حاضری مردوں سے دو ہزار زیادہ تھی۔ فرانس کا جلسہ بھی بہت کامیاب رہا۔ وہاں زیادہ تعداد غیر پاکستانی احمدیوں کی ہے۔ انہوں نے بھی بڑے جوش جذبے سے ڈیوٹیاں دیں۔ وہاں دس بیعتیں بھی ہوئیں۔ احباب جرمنی اور فرانس کی جماعتوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عہد بیعت نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔